سلسبیلِ وِلا

مجموعۂ حمد و نعت و منقبت و سلام و نوحہ

نتیجۂ فکر

سیّد مبصّر حسین مبصّر نقوی

بسم الله الرحمن الرحیم

maablib.org

سلسبیلِ وِلا

مجموعہ حمد، نعت، منقبت، سلام و نوحہ

نتیجۂ فکر

سیّد مبصّر حسین مبصّر نقوی

ترتیب و تدوین : قیصر عباس قیصر

ناشر: زوّار زیدی

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

نام کتاب:۔	سلسبیلِ ولا
سخنور:۔	سید بصر حسین بصؔر نقوی
ترتیب و تدوین:۔	قیصر عباس قیصؔر
مہتمم:۔	محسؔن جعفری
منتظم:۔	امتیاز عباس
نگرانِ طباعت:۔	حیدؔر عباس
کمپوزنگ:۔	عوؔن رضوی
پروف ریڈنگ:۔	رضوؔان نقوی
سرورق:۔	عوؔن رضوی
پس ورق:۔	سید علی رضوی
تزئین و آرائش:۔	شاہ زیب رضوی
اشاعت:۔	اپریل ۲۰۱۵ء
قیمت:۔	۱۵۰ روپے

اہتمامِ طباعت

بین الاقوامی ادارۂ فروغِ فکر و عمل

Contact# : +92 332-3439235
effa110@gmail.com

تاریخ وفات 3 جنوری 2022ء

انتساب

اپنے والدِ مرحوم سید تہور حسین نقوی اور والدہ مرحومہ سیدہ بتول فاطمہ بتولؔ عابدی کے نام جو اُن صفات کے حامل تھے جو کسی اچھے اور سچے مومن یا مومنہ میں پائی جاتی ہیں اور جن کے نقشِ قدم پر چلنا ہمارے لئے بڑا دشوار ہے۔ نیز اپنی اہلیہ مرحومہ سیدہ نسیم فاطمہ زیدی کے نام کہ جن کے وجود نے میری زندگی کو بڑا بھرپور اور آسان بنا دیا تھا۔ اللہ غفور الرحیم اِس کتاب کے ذکرِ پاک کو اِن تینوں مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کا وسیلہ بنائے۔

آمین

منزل بہ منزل

شمار	عنوان / مصرعِ اولیٰ	صفحہ
۱	من کیستم ۔۔۔۔سید مظہر حسین نقوی	11
۲	سبیل سے سلسبیل تک ۔۔۔۔ڈاکٹر ہلال نقوی	19
۳	مظہرِ باکمال ۔۔۔۔کوثر نقوی	21
۴	افقِ شاعری پہ روشن نشانیوں کا استعارہ ۔۔۔قیصر عباس	24
۵	سورہ حمد کی روشنی میں (حمد)	27
۶	"فیوض و برکاتِ درود پاک"	33
۷	"پنجتن پاک علیہم السلام"	35
۸	ہے فکر نہ عقبیٰ کی (نعت)	37
۹	ہو شمعِ فکر منور (نعت)	38
۱۰	مبارک ہو جہاں (نعت)	39
۱۱	آگ بھڑکی جو قلبِ سوزاں کی (نعت)	41
۱۲	ساقی پلا ہمیں مے (نعت)	42
۱۳	مچلتی ہے پھر آرزوئے محمدؐ (نعت)	43
۱۴	ہیں محمدؐ مدعائے آرزو (نعت)	45
۱۵	گھر میں اللہ کے امام آیا (مولا علیؑ)	46
۱۶	آج پھر وا در میخانۂ عرفاں دیکھا (مولا علیؑ)	49
۱۷	خوشا قسمت وہ آیا (مولا علیؑ)	50
۱۸	بنائے عشق ہے بس (مولا علیؑ)	52

شمار	عنوان / مصرعہ اولیٰ	صفحہ
۱۹	عشقِ علیؑ ہی رحمتِ حق (مولا علیؑ)	54
۲۰	کس کی مشتاق ہے یہ (مولا علیؑ)	56
۲۱	اے رہبرِ ذیشاں زندہ باد (مولا علیؑ)	57
۲۲	جلوہ گر شمعِ امامت ہو گئی (مولا علیؑ)	59
۲۳	عشقِ علیؑ میں ہے (مولا علیؑ)	61
۲۴	کون آتا ہے کعبہ میں آج (مولا علیؑ)	63
۲۵	جلوہ فگن ہے عظمتِ انساں (مولا علیؑ)	64
۲۶	منقبت کی بھیک مانگو (مولا علیؑ)	66
۲۷	اللہ نے جسے بھی جو چاہا بنادیا (مولا علیؑ)	67
۲۸	ہو کیسے مدحِ ممدوحِ خدا کی (مولا علیؑ)	68
۲۹	نگہبان علیؑ ہیں (مولا علیؑ)	70
۳۰	بلائیں دور رہیں، حرزِ جان ہو جائے (مولا علیؑ)	72
۳۱	شکر ہے رب ترا زندگی کے لئے (مولا علیؑ)	73
۳۲	ہیں قیصر و دارا نہ سکندر نظر میں ہے (عید غدیر)	75
۳۳	کیوں کر بیاں ہو مجھ سے (حضرت فاطمہ زہراؑ)	77
۳۴	پروانۂ بہشت محبت بتولؑ کی (حضرت فاطمہ زہراؑ)	78
۳۵	پھر ہو انغمہ بار ہوتی ہے (حضرت فاطمہ زہراؑ)	80
۳۶	سید المرسلیں کی ہیں جاں سیدہؑ (حضرت فاطمہ زہراؑ)	82
۳۷	احمدِ پاک کی دعا زہراؑ (حضرت فاطمہ زہراؑ)	84
۳۸	فاطمہؑ کے در پہ (حضرت فاطمہ زہراؑ)	85
۳۹	ملا زہراؑ کا در خوش قسمتی سے (حضرت فاطمہ زہراؑ)	87

شمار	عنوان / مصرعِ اولیٰ	صفحہ
۴۰	نہ دولت نہ جاہ و حشم دیکھتے ہیں (حضرت فاطمہ زہراؑ)	89
۴۱	ہیں زہراؑ کعبۂ ایماں (حضرت فاطمہ زہراؑ)	90
۴۲	خوش نصیبی سے ہمیں (حضرت فاطمہ زہراؑ)	93
۴۳	نعتِ نبی کبھی تو کبھی مدحِ آل ہے (حضرت فاطمہ زہراؑ)	94
۴۴	ہوئی ہیں اور بھی (حضرت فاطمہ زہراؑ)	96
۴۵	قدرت کی عطا کا بھی ہر انداز نیا ہے (امام حسنؑ)	98
۴۶	ہر اک چمن سے خوشبو جنت کی آرہی ہے (امام حسنؑ)	99
۴۷	گھٹا رحمت کی چھائی ساعتِ میلادِ شبرؑ ہے (امام حسنؑ)	101
۴۸	سردارِ خلد دہر میں جلوہ فگن ہے آج (امام حسنؑ)	103
۴۹	زاہد کو دھن ہے خلد کی جاگیر چاہیے (امام حسینؑ)	105
۵۰	آئے شبیر روشن جہاں ہو گیا (امام حسینؑ)	106
۵۱	مدح سرائی ان کی ہے مقصد حیات کا (امام حسینؑ)	108
۵۲	خدا گواہ مری فکر کا یہ حاصل ہے (امام حسینؑ)	109
۵۳	ضو فشاں ایثار کا مہر درخشاں ہو گیا (امام حسینؑ)	110
۵۴	جس کو مقصود ہے شبیرؑ کی مدحت کرنا (امام حسینؑ)	112
۵۵	وہ زندہ ہیں رہِ حق میں (امام حسینؑ)	114
۵۶	ابرِ بہار گلشنِ زہراؑ پہ چھا گیا (امام حسینؑ)	115
۵۷	فاطمہؑ کے لال نے (امام حسینؑ)	117
۵۸	دل میں شبیرؑ کو جس نے بھی بسایا ہوگا (امام حسینؑ)	119
۵۹	اعلیٰ مقام زینبؑ کا (حضرت زینبؑ)	121
۶۰	ادب کا مقام ہے (حضرت زینبؑ)	122

شمار	عنوان / مصرعہ اولیٰ	صفحہ
۸۲	لاکھ کوشش کرکے دیکھو کام لو تدبیر سے (امام محمد تقیؑ)	162
۸۳	کردگار ان سے پیار کیوں نہ کرے (امام زمانہؑ)	164
۸۴	دُرفشاں ہے میری چشمِ تر آیئے (امام زمانہؑ)	165
۸۵	کمالِ جذبۂ الفت ہو (امام زمانہؑ)	167
۸۶	وہ یادوں کی دنیا میں آتے رہیں گے (امام زمانہؑ)	169
۸۷	برے اللہ قسمت میں (عریضہ)	171
۸۸	سلام عظمتِ توحید کے امینوں کو (سلام)	173
۸۹	مدح گوئی ہوئی آساں اسی تدبیر کے ساتھ (سلام)	176
۹۰	میں ہوں اور مدّاحیٔ شبیرؑ ہے (سلام)	178
۹۱	جو بھی حیدرؑ کا یاں مدح خواں ہوگیا (سلام)	181
۹۲	رہِ طلب میں جو جیسے گذر نہیں سکتا (طرحی سلام)	182
۹۳	بگڑی جہاں بنتی ہے وہ شبیرؑ کا در ہے (سلام)	184
۹۴	لو شمعِ دیں کی خوں سے بڑھائی حسینؑ نے (سلام)	186
۹۵	محورِ مہر و وفا ایثار کے پیکر حسینؑ (سلام)	188
۹۶	سوئے مقتل صاحبانِ دل چلے (سلام)	190
۹۷	عشقِ حسینؑ دل میں مرے جاں گزیں ہوا (سلام)	192
۹۸	ہو سلام اس پر کہ جو شبیرؑ کا دلدار ہے (سلام)	193
۹۹	شبیرؑ جا رہے ہیں پردیس اپنے گھر سے (نوحہ)	196
۱۰۰	لختِ دلِ نبیؐ مری امداد کیجئے (نوحہ)	197
۱۰۱	قطعات	200

شمار	عنوان / مصرعِ اولیٰ	صفحہ
۶۱	رہبرِ قافلۂ صبر و رضا ہیں زینبؑ (حضرت زینبؑ)	124
۶۲	مدینہ آج پھر جنت نما ہے (حضرت زینبؑ)	126
۶۳	خاتمِ دین کی نگیں زینبؑ (حضرت زینبؑ)	128
۶۴	زینبؑ و شبیرؑ کو (حضرت زینبؑ)	130
۶۵	کی ثناء لے کو جو نبی ایزدِ غفار کا نام (حضرت عباسؑ)	131
۶۶	وفا کی شمع لہو سے جلا گئے عباسؑ (حضرت عباسؑ)	133
۶۷	سوچتا ہوں کہ لکھوں کیا میں ثنائے عباسؑ (حضرت عباسؑ)	135
۶۸	منقبت ہو آلِ اطہرؑ کی (حضرت عباسؑ)	136
۶۹	اے خوشا اب ہم سوئے منزل چلے (حضرت عباسؑ)	139
۷۰	دینِ حق کا دستِ پیغمبرؐ سے بنتا ہے علم (حضرت عباسؑ)	141
۷۱	علی اکبرؑ کی شان میں (شہزادہ علی اکبرؑ)	143
۷۲	عشق کے قافلہ سالار علی اکبرؑ ہیں (شہزادہ علی اکبرؑ)	145
۷۳	صحرا کو باغ، باغ کو جنت بنا گئے (شہزادہ علی اکبرؑ)	146
۷۴	جہاں والوں پہ جب بھی (شہزادہ علی اصغرؑ)	148
۷۵	آیا علیؑ اک اور (امام زین العابدینؑ)	150
۷۶	نازاں ہیں ہم (امام زین العابدینؑ)	152
۷۷	اہلِ ایماں جو بھی ذکرِ وفا (امام محمد باقرؑ)	153
۷۸	عرفانِ امامت ہی عرفانِ حقیقت (امام جعفر صادقؑ)	155
۷۹	بغیر نشۂ الفت سکونِ دل نہیں ملتا (امام علی رضاؑ)	156
۸۰	جنت سے سوا پائیں نعمات خراساں میں (امام علی رضاؑ)	158
۸۱	کیسی پُر کیف ہے اللہ فضا مشہد میں (امام علی رضاؑ)	160

تاریخ وفات ۳ جنوری ۲۰۲۰ء

"من کیستم"

من کیستم یعنی میں کون ہوں؟ اگر میں جان جاؤں تو اپنے مولاؑ کے اِس معنی خیز قولِ مبارک کا مصداق ٹھہروں "من عرفہ نفسہ فقد عرفہ ربہ" جس نے خود کو پہچان لیا پس اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ تو قارئینِ کرام یہ دعویٰ تو عارفین کو ہی زیب دیتا ہے۔ بھلا میں کہاں اور یہ دعویٰ کہاں؟ میں تو اپنا ظاہر بھی پوری طرح نہیں جانتا ہاں یہ ضرور ہے کہ سب اپنے وجود پر غور و فکر کرتے رہیں اور اپنے خالقِ حقیقی کی شانِ عظیم الشان کو سمجھتے جائیں اور اُس معبودِ حقیقی کے سامنے اظہارِ عجز و نیاز میں مصروف رہیں۔ ہاں تو جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں اپنا ظاہر بھی پوری طرح نہیں جانتا جو کچھ تھوڑا بہت جانتا ہوں اُس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ میرے رب نے کمال بندہ نوازی سے 11 اپریل 1932ء کو یوپی بھارت کے مردم خیز شہر امروہہ کی سرزمین پر مجھے زیورِ حیات سے آراستہ کر کے اور غلامیٔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی نعمتِ عظمیٰ سے مالا مال کر کے بھیجا۔

مجتہد العصر قبلہ مفتی سید احمد علی صاحب دام ظلہٗ اُس زمانے میں امروہہ میں ہمارے ہی محلہ دربار شاہ ولایت میں کچھ عرصے قیام پذیر تھے انہوں نے

مبشر حسین کے نام سے موسوم کیا یقیناً ہمارے بزرگوں نے اِس عطا کو سرآنکھوں سے لگایا ہوگا۔ پھر سال دوسال بعد والدین ریاست گوالیار ضلع ودیشہ کے ایک قصبہ پیپل کھیڑا چلے گئے جہاں میرے نانا مرحوم تھانیدار کی حیثیت سے تعینات تھے۔ یہ ملازمت انہیں پسند نہ آئی اور استعفیٰ دے کر پیپل کھیڑا میں ہی اپنی زمینداری کا سلسلہ شروع کیا اور پھر وہیں کے ہورہے جبکہ اِن کا بھی اصل وطن جلالی ضلع علی گڑھ یوپی ہی تھا۔ یہ سب بھی میرے بزرگوں نے ہی مجھے بتایا۔ حصولِ تعلیم کے قابل ہوا تو والدین فکرمند ہوئے کیونکہ یہاں صرف ہندی اسکول تھا۔ کچھ عرصہ اسی سوچ میں گزرا پھر چاروناچار ہندی اسکول ہی میں داخل کیا جہاں میں نے پانچویں جماعت تک پڑھا ہماری والدہ مرحومہ جنہیں خدا نے بڑی صفات سے متصف کیا تھا اچھی خاصی عالمہ ومعلمہ بھی تھیں انہوں نے مجھے اردو کی تعلیم دی۔

مذہبی کتب اور قرآن مجید پڑھایا اور نوحہ خوانی کی تربیت بھی دی یوں میرے شعری ذوق کی تربیت شروع ہوئی۔ اُدھر اسکول میں بھی ہندی نظمیں بڑے شوق سے پڑھیں حتیٰ کہ "رامائن" بھی پڑھ ڈالی۔ اپنے کنبے کے ماتمیوں کا صاحب بیاض بھی کہلایا۔ ہندوؤں کی اس بستی میں گت (گانے کی محفل) کا رواج تھا اور اکثر اردو ہی کی غزلیں گائی جاتی تھیں میں بھی شعر سننے کے شوق میں ان گتوں میں ضرور شریک ہوتا تھا میرا حافظہ اللہ کے کرم سے بہت اچھا تھا پوری پوری غزلیں یاد کرلیتا تھا اس کے بعد چچا ابا نے میرٹھ پڑھنے کے لئے بلالیا استخارہ دینی تعلیم کو آیا وہاں منصبیہ کالج میں داخل ہوا عربی فارسی پڑھنے کا موقع ملا مگر اُن کی ملازمت ختم

ہونے کے سبب پھر واپس پیپل کھیڑا آنا پڑا۔ ایک سال برباد ہونے کے بعد جدید تعلیم کے حصول کے لئے بھوپال گیا اور میرٹھ میں ذوقِ شعری صرف درسی کتب تک ہی محدود رہا میرٹھ میں اقبال کا شکوہ اور جوابِ شکوہ خوب پڑھا اور یاد کیا پھر تعلیم ہی کے سلسلے میں بھوپال سے امروہہ پہنچا تو ہر طرف شعری محافل کا تانتا بندھا ملا محافلِ میلاد بھی اور مجالس میں سلام نوحے تحتُ اللفظ علماء کی مجالس میں ادبی تربیت بھی ملی غزلوں کے طرحی اور غیر طرحی مشاعرے بھی، سبھی کچھ ملا۔ خوب دامنِ ذوق بھرا نوجوانوں کی بزمِ ادب بھی یہاں ملیں بہت کچھ حاصل ہوا یہاں تک کہ کچھ اُلٹی سیدھی شاعری بھی کر ڈالی، بی بی سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں ایک فریادی نوحہ اور اپنے مظلوم مولا حسینؑ کی خدمت میں دس بند پر مشتمل مناجات بھی لکھیں جب عروض کا کچھ علم حاصل ہوا تو پتہ چلا کہ مفعول و فاعلات میں زیادہ تر اور بعض مصرے مفعول ومفاعیل میں تھے۔ فریادی نوحے کو صحیح کرنا آسان تھا مگر مناجات کو مفعول و فاعلات میں لانا وقت طلب تھا۔ بدنصیبی یہ کہ امروہہ جیسے مردم خیز مقام کی رہائش صرف دو سال نصیب رہی تاہم 1951ء میں پاکستان آئے تو یہاں شہر کراچی میں تو محافلِ میلاد ہی اتنی زیادہ ملیں کہ کسی اور مشاعرے کے لئے وقت ہی نہ تھا۔ مجالس میں جہاں علماء سے دینی علوم کے خزانوں سے دامن بھرا وہاں زبان وادب کے گہر ہائے نایاب سے بھی ذہن مالا مال ہوا خصوصاً علامہ رشید ترابی مرحوم کی مجالس سے۔

اسکول میں بھی ضرورت و ماحول کے مطابق کچھ نظمیں لکھیں 1961ء میں کوئٹہ پہنچا تو انجمن ناصر العزا جو اہلِ امروہہ ہی نے 1948ء میں قائم کی تھی اور

بعد میں اور لوگوں کو بھی شریک کیا اِس انجمن میں شامل ہوا۔ دیکھا کہ مجلسوں اور محافلوں میں پڑھنے والوں کا بڑا فقدان ہے تو ایک سال دیگر شعراء کا کلام پڑھتا رہا یہ بھی معلوم ہوا کہ اِس سے پہلے بڑے پڑھنے والے ہوتے تھے بعد میں لوگ کم ہوتے گئے خیر ایک سال بعد خیال آیا کہ کچھ کہا بھی جائے تو مولاؑ کا کرم ہوا ایک منقبت عطا کر دی پہلی بار یہ منقبت پڑھی کچھ پزیرائی ہوتے دیکھی تو اور ہمت بڑھی مگر کبھی سال دو سال میں ایک منقبت یا کبھی ایک سال میں دو تین منقبتیں! لیکن ایک اعزاز ضرور حاصل رہا کہ مجالس و محافل کا اہتمام و انصرام تقریباً پینتیس سال مجھے نصیب رہا اور بڑے اخبارات تک انجمن سے متعلق لکھنے کا موقع کئی بار ملا۔ اس طرح ادبی تربیت بھی ہوتی رہی اور تشنگیٔ ذوقِ تحریر بھی ہوتی رہی۔ اکثر سکرٹری کا عہدہ ملا تو بہت کچھ لکھنے کا موقع ملا۔ بلوچستان شعیہ کانفرنس نے دینی رسالہ ''الہادی'' نکالا تو اس کی مجلسِ ادارت کا ممبر بھی رہا۔

1964ء میں فاضل اردو کیا تو درسا بڑے بڑے اساتذہ کو پڑھنے کا موقع ملا۔

بزمِ شبابِ ادب جعفر طیار سوسائٹی کا دو سال پہلے بھی جب کراچی میں رہا تو ممبر رہا اور 2005ء میں جب مستقل کراچی کی رہائش اختیار کی تو پھر ممبری بحال ہوگئی یہاں تقریباً ساری ہی محافل طرحی ہوتی ہیں۔ لہٰذا کچھ زیادہ ہی کہنا پڑا بہر حال مجھے نہیں معلوم کہ میں کچھ کہہ پاتا ہوں کہ نہیں تاہم یہ عقیدہ ضرور ہے کہ کسی بھی صنف میں کوئی کچھ شاعری کرے مگر حمدِ باری تعالیٰ اور محمدؐ وآلِ محمدؐ کی شان میں جب کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے تو اوّل تو اُن کی اجازت درکار ہوتی ہے اور جو کچھ کہتا ہے اُنہی کی عطا ہوتی ہے اُنکی مرضی سے ہٹ کر ایک لفظ کیا ایک حرف بھی نہیں لکھ

سکتا مثلاً میں نے برسوں سوچا کہ سورۂ حمد کی روشنی میں حمد لکھوں، نہ لکھ سکا جب اُن کا کرم ہوا تو چالیس سے زائد شعر لکھ دیئے اور یہ عقیدہ بھی اُنھی سے ملا ہے مشہور روایت ہے کہ ایک شاعر صاحب معصومؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا مولاؑ میں نے آپؑ کے جد کی شان میں کچھ اشعار لکھے ہیں اجازت ہو تو سناؤں فرمایا کہ تم سناؤ گے کہ ہم سنائیں اور مولاؑ نے سنانا شروع کر دیئے سنا چکے تو شاعر نے عرض کی مولاؑ یہ تو میں نے کہے تھے تو مسکرا کر فرمایا ہم نے ہی تو دیئے تھے اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہی عطا کرتے ہیں تو سب شعراء کے شعر یکساں ہونے چاہئیں۔ تو اِسکا مختصر جواب یہی ہے کہ:

"دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر"

انیسؔ کا ظرف سب سے بڑا تھا لہٰذا اُنہیں سب سے اُونچا کلام عطا ہوا میرا ظرف سب سے چھوٹا ہے مجھے سب سے کم ملا۔ مگر اُنکا کرم اِتنا بڑا ہے کہ پھر بھی اِتنا دیا، اتنا دیا کہ میرے پاس وہ زبان نہیں جو میں اپنے کریم مولا کا شکر ادا کر سکوں اُن یوں سمجھیں کہ بار بار میرا ظرف چھلکا اور خوب چھلکا۔

جی محترم قارئینِ کرام! تو یہ تھا میرے شعری ذوق کا سفر اور یہ تھی محرکاتِ شاعری کی داستان۔

ایک بڑا محرک تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ میرے پیارے وطن امروہہ کی سرزمین کا اثر ہے ایک اِس میں میرے جدِّ اعلیٰ حضرت شاہ شرف الدین شاہ ولایتؒ کی عطا کا فیض ہے۔ تیسرا محرک مری عظیم ننھیال جلالی ضلع علی گڑھ کی مٹی کا ہے گو امروہہ کی شاعری کی تاریخ بڑی طویل اور پرانی ہے اور بڑی شاندار مگر جلالی

کی تاریخ کتنی پرانی ہے؟ مجھے نہیں معلوم پھر بیسویں صدی کے کچھ شعراء کے نام سنے اور اُن کا کچھ کلام پڑھا اور سنا ہے۔ جنہیں خود سنا ہے جن سے کچھ قریب بھی رہا ہوں اُن کو کراچی کا کون شخص نہیں جانتا جوش ملیح آبادی تک جن کا بڑا احترام کرتے تھے۔ یعنی اُستاد قمر جلالوی مرحوم جو میری والدہ کے اُستاد بھی رہے، لیجئے تیسرا خاص محرک بھی ورثہ کا تحریر ہو ہی گیا۔ یعنی میری والدہ بھی بڑی اچھی شاعرہ تھیں۔ بدقسمتی سے اُن کا کلام مجھے نہ مل سکا کسی طرح تیں اشعار پر مشتمل ایک طویل سلام کے آخری دو شعر مل سکے ملاحظہ فرمائیں۔

لاشہ بے سر سے بولیں زینبؑ غمدیدہ آہ
وقتِ رخصت ہے گلے مجھ کو لگانا چاہیئے
اس بتولِ خستہ تن کی ہے یہی اک آرزو
کربلا ہی میں مرا مدفن بنانا چاہیئے

اظہارِ تشکر:

الحمد اللہ اپنے ربِ کریم کے کرم سے میں اس کا اہل ٹھہرا کہ میرا کلام بھی طباعت کے قابل ہو سکے یہ فیضِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی چشمِ کرم ہی کا ہے کہ جس کے طفیل خدائے بزرگ و برتر نے مجھ ہیچ مداں کے اس کلام کو یہ شرف عطا کیا۔ کہاں سے لاؤں شکر کی سکت! زبان؟ تو زبان کی ہی نعمتِ عظمٰی کا آج تک شکر ادا نہ ہو سکا بلکہ اسکی بھی ناشکری ہوئی کہ بارہا اسکو گناہ آلود کیا۔ اسی کریم کا یہ بھی حکم ہے کہ اس کے بندوں کا بھی شکر گذار ہوا جائے تو کیوں کہ میں نے کسی کی باقاعدہ شاگردی نہیں کی لہٰذا میرا دل غیر مطمئن ہی رہا اپنے کلام پر۔ اللہ نے میرا کلام جناب

ڈاکٹر ہلال نقوی تک پہنچا دیا جو آسمانِ شاعری کے ہلال تو برائے نام ہی ہیں اصل میں تو ماہِ کامل (بدر) ہیں جن کی مدد سے میرا دل مطمئن ہو گیا اب ان کے شکریہ کے لئے دل کی گہرائیوں تک جانے کی کوشش میں لگا ہوا ہوں کاش ان کا شایانِ شان شکریہ ادا کر سکوں، بہرحال ان کا بڑا احسان ہے اور میں اپنے بس بھر جتنا بھی شکریہ ادا کر سکتا ہوں ادا کر رہا ہوں خدا کرے وہ قبول فرمالیں۔

ان کے بعد جنتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حوضِ کوثر سے جام پر جام پیے اور پلانے والے معروف اور عظیم شاعرِ اہلبیت جناب کوثر نقوی کے لئے بھی ایسے ہی الفاظ کے موتیوں سے دامن بھرے شکریہ کی قبولیت کی امید میں کھڑا ہوں قبول فرمائیں اور اب اپنے پیارے بھتیجے سید رضوان عباس رضوان نقوی جو ہماری شاعری کے ورثے کے امین اور بڑے خوبصورت امین ہیں ان کو شکریہ تو کیا مرحبا صد مرحبا بھی کہوں تو بھی شاید حق ادا نہ ہو سکے انہوں نے ایسا حقِ برخورداری ادا کیا ہے کہ دو سال سے اپنے علیل تایا کو یہ محرّک و مجبور کرتے کرتے نہیں تھکے بار بار میرے پاس آتے رہے اور جہاں جہاں بھی جانا پڑا ایسے ہی گئے یعنی میرے ہاتھ پاؤں بنے رہے

اس پر طرہ یہ کہ ان کے احباب جو مجھ سے بھی محبت کرتے ہیں خصوصاً کشورِ شاعری کے قیصر اور صاحبِ مصوّرِ سخن شاعرِ اہلِ بیتؑ میاں قیصر عباس قیصر اور معروف سوزخوان عونِ عزائے حسین و عونِ منقبت خوانی میاں عون رضوی ان کے ہمراہ سرگرم رہے۔ میری بھانجی کے بیٹے سید سمیر علی جعفری (محسن جعفری) جو موروثی شاعر بھی ہیں ایران بسلسلۂ تعلیم جانے سے قبل سرگرم تھے میرے برادرِ خورد سید سردار حسین نقوی جو صلاحیتیں ہونے کے باوجود شاعری کی جانب نا معلوم کیوں نہ

متوجہ ہوئے جبکہ رضوان میاں ان کے ہی بیٹے ہیں بہرحال وہ بھی اس نیکی میں پیچھے نہیں رہے۔ میں ان سب کا بھی بڑا ممنون ہوں اور تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میری دعا ہے کہ میرے ان سب محسنوں کی اللہ تعالیٰ صدقہ میں محمدؐ وآل محمدؐ کے تمام دلی مرادیں برلائے اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا رہے۔

آمین

سید مظفر حسین نقوی

۲ دسمبر ۲۰۱۴ء

تاریخ ولادت :- ۱۱ اپریل ۱۹۳۲ء امروہہ

تاریخ وفات :- ۲۳ جنوری ۲۰۲۰ء کراچی

"سبیل سے سلسبیل تک"

مظفرؔ حسین نقوی اپنے ہم عصر شعراء میں ایک ایسے سنجیدہ طبع بزرگ ہیں جن کی موزوں اور رثائی شاعری اُن کی شخصیت کا جامع اظہار ہے۔ خیال کو منظوم کردینا ہی شاعر ہونے کی دلیل نہیں ہے ایسے شعراء کی بے رس اور بے روح شاعری ہم آئے دن سنتے رہتے ہیں البتہ خیال کو شعریت کے لباس میں ایک جیتی جاگتی زندگی بنادینا ہی شاعری ہے جن کی کئی مثالیں مظفرؔ حسین صاحب کے پیشِ نظر مجموعہ سے دی جاسکتی ہیں۔

بزرگ محترم مظفرؔ حسین کی زندگی درس و تدریس میں گزری۔ وہ ماہنامہ الہادی (کوئٹہ) کے سب ایڈیٹر بھی رہے۔ گھر کے عزائی ماحول نے انہیں نوعمری ہی سے رثائی و منقبتی شاعری کی طرف مائل کیا۔ ان کی شعری زندگی کا سفر امروہہ سے شروع ہوا ہجرت کے بعد وہ کوئٹہ کی ادبی سرگرمیوں کا ایک بنیادی حصہ رہے اور 1998-99ء میں اور اب پھر 2005ء سے وہ کراچی میں اس تہذیبی سفر کے مختلف مدارج طے کررہے ہیں۔

مظفرؔ حسین صاحب کی پیشِ نظر شاعری محض محفلوں اور مجلسوں کو گرمانے کے لئے نہیں ہے انہیں ستائش کی تمنا ہے نہ صلہ کی پروا۔ وہ تو مدحِ شبیرؑ میں ایک ایسی

بلندی پر آ کر شبیرؑ اور شبیریت کو خراج دینا چاہتے ہیں جہاں زندگی خود موت کا استقبال کرتی ہے ان کے ایک سلام کا یہ مطلع ان کی پوری شعری زندگی کی تلخیص ہے

جس کو منظور ہو شبیرؑ کی مدحت کرنا
اس کو لازم ہے تمنائے شہادت کرنا

حمد، نعت، منقبت اور رثائی شاعری پر مشتمل ان کا یہ مجموعہ عقیدتوں اور محبتوں کی ایک ایسی سبیل ہے جس سے تشنگانِ سخن سیراب ہو رہے ہیں۔ وہ اس مجموعہ کا نام سبیلِ ولا بھی رکھ سکتے تھے لیکن انہوں نے سلسبیلِ ولا انتخاب کیا اگرچہ سلسبیل کے مقابلے میں سبیل کا لفظ سہل ہے اور لوگوں کی زبانوں پر چڑھا ہوا ہے لیکن سبیل اور سلسبیل میں احساس کی معنویت پوشیدہ ہے اسے وہی سمجھ سکتے ہیں جو درِ آلِ رسولؐ سے فیضانِ فکر کشید کرتے ہیں سبیل پیاسوں کو نامِ حسینؑ پر سیراب کرنے کی جگہ ہے جبکہ سلسبیل بہشت کی نہر یا چشمہ کا نام ہے اس تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ جو سبیل کا اہتمام کریں گے وہی سلسبیل تک پہنچیں گے۔ جناب مظفر حسین کا مجموعہ سلسبیلِ ولا انہی ولایتوں اور صداقتوں کی ایک شعری دستاویز ہے جس میں ادبیاتی خلوص کا رنگ سب سے نمایاں ہے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی

۱۱، دسمبر ۲۰۱۳ء

"مبصرِ با کمال"

شعراء کو تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے لیکن یہ وہ شعرا ہیں جو حق پر ہیں جن کی قرآن مجید میں تعریف کی گئی ہے دامنِ حق سے وابستگی کے بغیر جو کی گئی ہو وہ محض پراگندہ خیالی ہے۔ اگر شاعر ان ہستیوں کی راہ پر رہتے ہوئے شاعری کرے جن کی راہ پر چلنے کی سورہ حمد میں ربّ العالمین نے تلقین فرمائی ہے۔ مبصّر حسین صاحب بھی تلامیذ الرحمٰن کے حقدار شاعر ہیں۔

انہوں نے جذباتِ مودّت کو جس طرح لفظوں میں ڈھالا ہے وہ ان کے صاحب قدرت شاعر ہونے کا ثبوت ہے ان کو مضامین قالبِ حرف میں ڈھالنے کا ملکہ حاصل ہے مثلاً عشق کو نظم کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

بندہ مطلوب اور خدا طالب

عشق میں یہ بھی اک مقام آیا

(سبحان اللہ)

مبصّر حسین نقوی کے کلام میں نغمگی اور صوتی آہنگ بھی قابلِ رشک ہے مترنم بحریں اور ان کے حسبِ حال لفظی انتخاب ہی قابلِ رشک ہے مثلاً

کیا فیض ہے تری آمد کا جنت اُتر آئی دنیا میں
اے زینتِ باغِ ابوطالبؑ بوئے گُلِ ایماں زندہ باد

سیف الدین سیف نے کہا ہے

سیف اندازِ بیاں رنگ بدل دیتا ہے
ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

مظفرؔ نقوی بھی بات کو نئے ڈھنگ سے کہتے ہیں مثلاً کربلا کے حوالے سے کہتے ہیں

ہے کربلا بھی اُن کا ہی فیضانِ تربیت
پروان چڑھ رہی تھی ریاضت بتولؑ کی

اُن کے ہاں بندش اور سہلِ ممتنع کا حُسن مسلسل نظر آتا ہے

مرحبا تری چشمِ کرم مرحبا
چرخِ نا مہرباں، مہرباں ہوگیا

مظفرؔ صاحب کے ہاں حُسنِ خیال اور سلیقۂ اظہار اس طرح باہم نظر آتے ہیں کہ تقلید کرنے کو جی چاہتا ہے کیا خوب شعر کہا ہے

خدا کی معرفت اور بابِ شہرِ علم سے ہٹ کر
خدا کی معرفت کیا علمِ آب و گِل نہیں ملتا

مظفرؔ صاحب نے اپنے لئے ایک اسلوب قائم کیا اور اس کو خوب نبھایا ہے ندرتِ فکر اور جدّتِ اظہار ان کی شاعری کے نمایاں اوصاف ہیں ان کا مجموعہ کلام ولائی ادب میں گراں قدر اضافہ ہے انہوں نے مصلّیٔ فن پر بڑے اخلاص سے نمازِ مودّت ادا کی ہے اور اپنے لئے خیرِ دارین حاصل کی ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ولائی شاعری لفظوں کے انتخاب میں جس احتیاط کا تقاضہ کرتی ہے مصقر صاحب کی اس پر بھی نظر ہے وہ بحرِ سخن کے تیراک ہی نہیں بلکہ غوّاص نظر آتے ہیں۔ سطح تک نہیں رہتے تہہ تک جاتے ہیں اور سچے موتی نکال کر لاتے ہیں مصقر صاحب نے کشتِ سخن کی آبیاری کمالِ خلوص سے کی ہے ایسے پھول اُگائے ہیں جو دیدنی ہیں خدا سے دعا ہے کہ ان کا سفرِ شاعری جاری رہے اور مزید مجموعہ ہائے سخن نذرِ قارئین ہوسکیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

کوثر نقوی

۱۷ اکتوبر، ۲۰۱۴ء

maablib.org

"اُفقِ شاعری پہ روشن نشانیوں" کا استعارہ"

کیسی عجیب بات ہے پاسدارانِ تہذیب و روایات وراثت کی منتقلی میں زندگی تج دیتے ہیں ایک ایک حرف جوڑ کر خونِ جگر شہ رگِ سخن میں بلا تعطل جاری و ساری رکھنے کی کوشش میں حیاتِ ابدی کی طرف کوچ کر جاتے ہیں اور کسی ادارہ، انجمن یا ادبی گروہ کو فرصت ہی میسّر نہیں آتی کہ ذاتی مفاد و اقرباء پروری کی عینک اتار کر اپنے گرد و پیش موجود خود دار تخلیق کاروں کو کمالِ ہنر مندی کا حصّہ بننے کے باوجود ان کی محنت اور تصانیف کی اشاعت کا اہتمام کر سکیں یا ایسی سہولت پیش کر سکیں کہ ان علمی و ادبی جواہر کو مکمل نہ سہی جزوی طور پر ہی محفوظ کیا جا سکے۔

مجھے فخر ہے کہ میں اپنی تہذیبی روایات کا امین ہوں میں وارث اس وراثت کا جسے خونِ جگر سے سینچا گیا میں وارث ہوں اُس خواب کا جس کی تعبیر کی حسرت میں آنکھیں جل بجھی ہیں اور اب میں اپنے ورثے کو محفوظ رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ورثہ بھی دراصل ایک امانت ہے اور اس امانت کی منتقلی تک مجھے بطور محافظ محاذِ جنگ پہ جہالت سے برسرِ پیکار رہنا ہے لہٰذا مجھے اس جنگ میں لگنے والے زخموں کا شکوہ کرنا ہے نہ تذکرہ میں تو بس فرازِ دار پر میثم تمار ہونا چاہتا ہوں۔ ان الفاظ کی حفاظت چاہتا ہوں جو مجھ تک منتقل ہوئے۔ ان آوازوں کو محفوظ کرنا چاہتا ہوں جو

میری سماعتوں تک پہنچیں۔ان تصویروں کو آباد رکھنا چاہتا ہوں جن سے میری آنکھیں روشن ہیں۔اسی سلسلے میں شعری مجموعہ رازِ مودّت اور مصوّرِ سخن کے بعد ادارہ فروغ فکر وعمل کے زیرِ اہتمام تیسرا مجموعہ "سلسبیلِ ولا" منزلِ اشاعت کے مراحل میں داخل ہے۔

سلسبیلِ ولا ہمارے بزرگ شاعر مظفّر حسین نقوی صاحب کی ولائی ورثائی شاعری کا انتخاب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر مظفّر حسین نقوی کون ہیں؟

ان کی شعری خدمات کیا ہیں؟

ان کا شعری سرمایہ کتنا ہے؟

مظفّر نقوی صاحب کا شعر کس درجہ کمال پر فائز ہے؟

یہ تمام سوالات اور ان جیسے دیگر سوالات کے جوابات اس کتاب میں شامل "من کیستم؟" ڈاکٹر ہلال نقوی اور کوثر نقوی صاحب کے مضامین کی صورت میں موجود ہے اور میں یہ تذکرہ دہرانے کے بجائے خرمنِ ادب کے خوشہ چینوں سے اپنے اور اپنے احباب کے لئے دعاؤں کا طالب ہوں اور صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افقِ شاعری پر جو نشانیاں روشن ہیں میرے عہد میں مظفّر حسین نقوی انہی نشانیوں کا ایک استعارہ ہیں۔

شکر گزار ہوں محترم ڈاکٹر ہلال نقوی کا جنہوں نے ناسازیِ طبیعت اور دامنِ وقت میں تنگی کے باوجود ہمیں تسلی بخش وقت فراہم کیا۔جناب کوثر نقوی صاحب کی محبتوں کا شکریہ،عزیزم رضوان نقوی اور عون رضوی کی معاونت باعث

تقویت ہیں استادِ محترم راز بجنوری، جناب زوار زیدی، ریاض میرٹھی، امتیاز عباس، رضوان عباس، شاہذیب رضوی، ناظم نقوی (بھیا)، حیدر عباس حیدر، شاداب زیدی، محسن جعفری (قم) علی علی رضوی (دبئی)، جناب سردار نقوی (رضوان نقوی کے والد) میرے والدین اور شریکِ حیات کا تعاون بھائیوں اور دیگر دوستوں کی دعائیں شاملِ حال نہ ہوں تو یہ کام ناممکنات میں سے ہے۔ اللہ سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

قیصر عباس قیصر

۱۷، دسمبر ۲۰۱۴

maablib.org

"حمد باری تعالیٰ"
"سورۂ حمد کی روشنی میں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس کو مقدورِ حمدِ باری ہے
اس سے ہر اک زبان عاری ہے

حمد کا حق فقط نبیؐ کو ہے
بعد ان کے یہ حق علیؑ کو ہے

مولاؑ صدقہ دو آلِؑ اطہر کا
کر سکوں وصف ربؒ اکبر کا

سورۂ حمد کچھ بیاں ہو جائے
جو نہاں دل میں ہے عیاں ہو جائے

(بسم اللہ۔۔۔۔)

دل پکارا کہ حامی ہے اللہ
کردے آغاز پڑھ کے بسم اللہ
فکر کا ہر دریچہ باز ہوا
خامہ پھر یوں رقم طراز ہوا

(الحمدللہ)

حمد بس ہے ہی سب خدا کے لئے
وقف خود کو کرو ثنا کے لئے

حمد لازم ہے سب پہ اس رب کی
پرورش کر رہا ہے جو سب کی

ہے وہی سارے عالمین کا رب
غیر صالح کا صالحین کا رب

نہیں وہ صرف ذی حیات کا رب
بلکہ ہے ساری کائنات کا رب

(الرحمٰن الرحیم)

ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے وہ
نعمتیں دیتا ہے نعیم ہے وہ

رحمتیں عام ہیں سبھی کے لئے
کوئی بندش نہیں کسی کے لئے

اس نے فرعون کو بھی مہلت دی
زندگی کی ہر اک سہولت دی

یہ تو اب ظرف اپنا اپنا ہے
شکر اک، ایک کفر کرتا ہے

شاکروں کو وہ خوب دیتا ہے
رزق کافر کا گھٹتا رہتا ہے

رزق کیا کیا نہ اس نے سب کو دیا
اور پھر سب کا امتحاں بھی لیا

راہِ حق میں جو خرچ کرتا ہے
دس گنا اجر اس کو دیتا ہے

(مالک یوم الدّین)

مالکِ یومِ دین صرف خدا
سب کو دے گا وہی جزا و سزا

نعمتیں نیک اَنام پائیں گے
خلد میں وہ مقام پائیں گے

حور و غلمان و کوثر و تسنیم
دے گا کیا کیا نہ ان کو ربِّ کریم

ہو کرم میں بھی پاؤں خلدِ بریں
تیری رحمت سے کچھ بھی دور نہیں

اور گنہگار و ظالم و بدکار
جھونکے گا نار میں انہیں قہار

یعنی دوزخ میں سب وہ جائیں گے
تند شعلے انہیں جلائیں گے

مجھ کو ہر آگ سے بچانا کریم
زندگی میں ہی بخش دینا رحیم

(ایاک نعبدو ایاک نستعین)

تو ہی حق دار ہے عبادت کا
تجھ سے طالب ہوں میں اعانت کا

نہیں معبود کوئی تیرے سوا
حق تجھے ہی ہے استعانت کا

بس ترا ہی سدا دھیان رہے
غیر کوئی نہ درمیان رہے

(اھدنا الصراط المستقیم)

اے رہِ مستقیم کے ہادی
کر ہدایت مری اسی رہ کی

راہیِ راہِ مستقیم رہوں
جیسا تو چاہتا ہے ویسا بنوں

رکھنا اپنا ہی تابعِ فرمان
تاکہ ہو ہر طرح سفر آساں

(صراط الذین انعمت علیہم)

راہ ان کی جو تیرے منعَم ہیں
وجہِ تخلیقِ ہر دو عالم ہیں

مجھ کو ان کی تلاش ہے در کا
نام جن کا ہے احمدِ مختارؐ

آلِ احمدؐ کا پیروکار رہوں
زندگی بھر نہ ان کے در سے ہٹوں

(غیر المغضوبِ علیہم ولا الضالین)

میرے اللہ مجھ کو ان سے بچا
جن پہ نازل ہوا غضب تیرا

اور ہے میری تجھ سے یہ بھی دعا
رکھنا گمراہوں سے بھی دور سدا

وہ جو شیطان کے ہیں پیرو کار
دے پناہ ان سے مجھ کو اے غفار

بھول کر بھی نہ دیکھوں ان کی طرف
ہو نہ برباد بندگی کا شرف

ہے مری آخری یہی حاجت
مجھ پہ رکھ اپنا سایۂ رحمت

اس جہاں میں کہ اُس جہاں میں رہوں
ہر جہاں میں تری اماں میں رہوں

میں کہاں اور کہاں یہ حمد و ثناء
جن سے مانگی تھی ہے انہی کی عطا

شکر احمدؐ کا آلِ احمدؐ کا
کر مبصّر خلوصِ دل سے ادا

"فیوض و برکاتِ درودِ پاک"

صلِ علیٰ و آلہٖ، صلِ علیٰ و آلہٖ
صلِ علیٰ و آلہٖ، صلِ علیٰ و آلہٖ

آپؐ امام الانبیاء صلِّ علیٰ و آلہٖ
آلؑ امام الاولیاء صلِّ علیٰ و آلہٖ

باعثِ قربِ کبریا صلِّ علیٰ و آلہٖ
وجہِ رضائے مصطفیٰؐ صلِّ علیٰ و آلہٖ

زینت و زینِ دوسرا صلِّ علیٰ و آلہٖ
رونقِ محفلِ ولا صلِّ علیٰ و آلہٖ

حور و ملک کہ انس و جن، سب کو سمک سے تا سما
حکم ہے بس کہیں سدا صلِّ علیٰ و آلہٖ

واہ ہے کیا عطائے رب فیض ہے یہ درود کا
مقبول ہے ہر اک دعا صلِّ علیٰ و آلہٖ

صلِّ علیٰ کا شور ہے ہر سُو مقامِ ہُو میں بھی
ذکر یہی ہے جا بجا صلِّ علیٰ و آلہٖ

امتِ فخرِ انبیاءؐ نازاں ہے اپنے بخت پر
راہِ نجات بن گیا صلِّ علیٰ و آلہٖ

عفو ہوئے گناہ سب، کفر و نفاق و شرک تک
دل سے کسی نے جب کہا صلِّ علیٰ و آلہٖ

ہو گئے دور درد و غم، رنج و الم مٹے سبھی
نسخۂ کیمیا بنا صلِّ علیٰ و آلہٖ

خواب میں گاہ آ گئے گاہ تخیلات میں
جب بھی کسی سے سن لیا صلِّ علیٰ و آلہٖ

یہ بھی ہے آرزو مجھے میت و قبر پر مری
گونجے بس اک یہی صدا صلِّ علیٰ و آلہٖ

کر اے مبشرِؔ حزیں صبح و مسا یہ التجا
پڑھتا رہوں سدا شہا صلِّ علیٰ و آلہٖ

"پنجتن پاک علیہم السلام"

اے طبعِ رواں تدبیر وہ کر تقدیر بلائیں لینے لگے
تخریب کا بھی گر ذکر کروں تعمیر بلائیں لینے لگے

یوں مدح رقم کر اب ان کی تحریر بلائیں لینے لگے
جو بات کروں اس پر زورِ تقریر بلائیں لینے لگے

احمدؐ کا علیؑ کا زہراؑ کا حسنینؑ کا جب نام آجائے
مقبول دعا پھر ایسے ہو تاثیر بلائیں لینے لگے

ہر آن تقدس گرد پھرے دن رات صداقت پاؤں پڑے
چادر کو جو یہ زینت بخشیں تطہیر بلائیں لینے لگے

اخلاص و محبت کی دیوی گر ان کو کسی دل میں لائے
ہو ہو کے فدا دو عالم کی تنویر بلائیں لینے لگے

یہ پانچ صداقت کے پیکر میداں میں فقط آ ہی جائیں
کچھ ٹوٹے طلسمِ باطل یوں تسخیر بلائیں لینے لگے

ہر درد کا درماں ہو جائے ہر غم کا مداوا بن جائے
مل جائے جو خاکِ پا ان کی اکسیر بلائیں لینے لگے

یہ منزلِ مدحتِ آلِؑ نبیؐ قسمت میں مقدّر ہے تیری
کیا فکرِ بہشت و کوثر جب تقدیر بلائیں لینے لگے

"نعت"

بے فکر نہ عقبیٰ کی نہ دنیا کی خبر ہے
اے جانِ دو عالم ترا سودا مرا سر ہے

بو جہل و ابولہب کا کیا کام یہاں پر
یہ بزمِ ولا سجدہ گہِ اہلِ نظر ہے

روشن ہیں مہ و مہر ترے رُخ کی ضیاء سے
محتاج ترے جلووں کی ہر شام و سحر ہے

جھکنے جو لگا دل مرا سجدوں کی طلب میں
میں جان گیا ان کی یہی راہ گذر ہے

پائی ہے چلا جس نے غمِ آلِ نبیؐ سے
وہ سوزِ محبت، وہ مرا دردِ جگر ہے

دریوزہ گری فخرِ ملائک ہے جہاں پر
وہ رحمتِ کل صاحبِ لولاک کا در ہے

مت چھیڑ مجھے روزِ جزا کام کر اپنا
اس وقت مری شافعِ محشر پہ نظر ہے

وہ پاس بلا لیں یہی حسرت ہے مبصرؔ
ہے جاہ کی چاہت نہ مجھے حاجتِ زر ہے

"نعتِ نبیءِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم"

ہو شمعِ فکر منور تو نعت ہوتی ہے
خلوصِ دل ہو میسّر تو نعت ہوتی ہے

نہیں مثال ابوطالبؑ کی نعت گوئی میں
ہو کوئی ایسا سخنور تو نعت ہوتی ہے

نبیؐ کی آلؑ سے باقی بہارِ نعتِ نبیؐ
ہو لطفِ آلِ پیمبرؐ تو نعت ہوتی ہے

نبیؐ کا رتبہ جو سمجھے تو بس علیؑ سمجھے
اگر مدد کریں حیدرؑ تو نعت ہوتی ہے

جہاں میں ہیں جو درِ شہرِ علم کے عارف
بنو گر ایسے قلندر تو نعت ہوتی ہے

نبیؐ کی نعت کا حق ہے کتابِ حق کو فقط
بناؤ گر اسے رہبر تو نعت ہوتی ہے

کہاں میں عاصی کہاں مدحِ عظمتِ معصومؐ
پہ ہو عنایتِ داور تو نعت ہوتی ہے

مجال، فکرِ بشر ان کی رفعتوں کو چھوئے
جو چاہیں خود مرے سرورؐ تو نعت ہوتی ہے

دکھا دیں جلوہ کہ کامل ہو ذوقِ نعت مرا
ہو سامنے رُخِ انور تو نعت ہوتی ہے

کھِلا کھِلا کے گُلِ مدحتِ نبیؐ دل کو
سجاؤ خلد سے بہتر تو نعت ہوتی ہے

غلام کہہ دیں مبشرؔ وہ اپنے منہ سے مجھے
رسا ہو ایسا مقدر تو نعت ہوتی ہے

"نعت"

مبارک ہو جہاں میں رحمت اللعالمینؐ آئے
زمیں رشکِ فلک ہے عرشِ اعظم کے مکیں آئے

ہوا منظورِ حق دنیا میں نورِ اولیں آئے
چراغِ بزمِ وحدت لے کے وحدت کا امیں آئے

بڑھی کچھ اور زینت محفلِ حسنِ دو عالم کی
علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ و شبرؑ سے حسیں آئے

یقیناً سجدہ گاہِ اہلِ ایماں ہے وہی اک در
سرِ تسلیم خم کرنے جہاں روح الامیں آئے

ہے کعبہ تو خدا کا گھر پہ اس گھر کو کہوں میں کیا
جہاں خود ربِّ کعبہ کا سلام اے ہمنشیں آئے

ہوا کارِ رسالت ختم جونہی امامت کو
سندِ اتمامِ نعمت کی لئے روح الامیںؑ آئے

سرِ محشر انہیں دیکھا تو ہر عاصی پکار اٹھا
گنہگاروں کی بن آئی، شفیع المذنبیں آئے

حسینؑ آئے تمہارے دین کی بگڑی بنانے کو
جنابِ زینبؑ دلگیر زین العابدینؑ آئے

مری لاکھوں حیاتیں ہوں فدا ایسے سہاروں پر
پکارا میں نے جب بھی اور جہاں بھی وہ وہیں آئے

مبشرؔ دردِ فرقت کا ستایا پھرتا ہے ہر سو
بلالیں پاس گر وہ چین اے قلبِ حزیں آئے

"نعت"

آگ بھڑکی جو قلبِ سوزاں کی
ہو گئی صبح شامِ ہجراں کی

ماند ہیں شمعِ طور کے جلوے
ضَو ہے یہ کس کے روئے تاباں کی

دل نے بے ساختہ کیے سجدے
یاد جب آئی کوئے جاناں کی

آپؐ کا کام ، کام تھا حق کا
آپ کی بات ، بات قرآں کی

تھا بہت سخت نزع کا ہنگام
آپؐ نے آ کے مشکل آساں کی

حبِّ آلِ نبیؐ سے ملتی ہے
جس کو کہتے ہیں دولت ایماں کی

میں ہوں اور ہے تصورِ بطحا
کس کو حاجت ہے باغِ رضواں کی

عرش ہو جس کے پاؤں کے نیچے
رفعتیں ہوں گی کیا اس انساں کی

ہوگئی شمعِ زندگی روشن
جب ہوا آئی ان کے داماں کی

ہوں مبشّر فقیر اس در کا
جس پہ قسمت بنی سلیماںؑ کی

"نعتِ مصطفیؐ"

ساقی پلا ہمیں مئے دیدارِ مصطفیؐ
آئے ہیں در پہ تیرے پرستارِ مصطفیؐ

بننا جو چاہتے ہیں خریدارِ مصطفیؐ
بکتے ہیں پہلے خود، سرِ بازارِ مصطفیؐ

قرآن ہے نمونۂ گفتارِ مصطفیؐ
عترت ہے آئینۂ کردارِ مصطفیؐ

حبِّ نبیؐ کی مے ہمیں کوثر سے ہے سوا
جنت ہے جس کا نام ہے دربارِ مصطفیؐ

گر ہے طلب ہر ایک طلب پاؤ بے طلب
ہو جاؤ جان و دل سے طلب گارِ مصطفیؐ

مارا بھی اور نصیری کو زندہ بھی کر دیا
عیسیٰؑ یہ ہے کرشمۂ بیمارِ مصطفیؐ

آزاد دو جہاں کے ہر اک غم سے وہ بشر
جس کے دل و نظر ہیں گرفتارِ مصطفیؐ

روزِ ازل سے ان کا مقدّر ہوں میں غلام
کب سے نصیب ہے مجھے سرکارِ مصطفیؐ

"نعت"

مچلتی ہے پھر آرزوئے محمدؐ
چل اے جذبۂ شوق سوئے محمدؐ

دو عالم کے جلوے ہوئے ہیچ سارے
سمایا ہے نظروں میں روئے محمدؐ

معطر معطر فضائیں ہیں ہر سو
کھلے گیسوئے مشک بوئے محمدؐ

علیؑ و بتولؑ اور شبیرؑ و شبرؑ
ہیں کیا کیا سراپائے خوئے محمدؐ

مثال آپ اپنی جواب آپ اپنا
ہے ہر اک دُر آبجوئے محمدؐ

مری سمت خود کھنچ کے آئے گی منزل
مری جستجو جستجوئے محمدؐ

فدا ہو کے شبیرؑ نے دینِ حق پر
جہاں میں رکھی آبروئے محمدؐ

رہوں مر کے بھی ان کے قدموں میں یارب
مرے دفن کی جا ہو کوئے محمدؐ

ہے حسرت کہ اے کاش وہ دن بھی آئے
پڑھوں نعت میں رو بروئے محمدؐ

مبشرؔ یہ باغِ نبیؐ ہے یہاں پر
ہر اک گل سے آتی ہے بوئے محمدؐ

"نعت"

ہیں محمدؐ مدعائے آرزو
ہے ثناء ان کی ثنائے آرزو

کیوں نہ ہم کو راس آئے آرزو
ان کی الفت ہے بنائے آرزو

آرزوئے خالقِ اکبر ہیں یہ
ان کا عاشق خود خدائے آرزو

آرزو کا مصدر و مشتق سب آپ
حق سے کیا مانگوں سوائے آرزو

اللہ اللہ یہ بلندی یہ مقام
عرش سے آگے ہے جائے آرزو

آپؐ ہیں مطلوبِ رب، مقصودِ رب
رب ہی جانے انتہائے آرزو

ہم تو مولاؐ سب ہیں صدقہ آپ کا
یعنی ہیں ہم گردِ پائے آرزو

ان کی الفت ہے حیاتِ جاوداں
ان کے دم سے ہے بقائے آرزو

آرزو عشقِ نبیؐ عشقِ علیؑ
ان سے ہٹ کر ہے فنائے آرزو

جینے مرنے کا اسی میں ہے مزہ
وہ رہیں بس منتہائے آرزو

جی رہا ہوں دور رہ کر بھی شہا
آپؐ کی دل میں بسائے آرزو

نعت پڑھتا آؤں یونہی حشر میں
ہے مبشرؔ اقتضائے آرزو

گھر میں اللہ کے امامؑ آیا"

جھومتا ابرِ خوش خرام آیا
مثلِ رندانِ نیک نام آیا

موسمِ گل کا پھر پیام آیا
مے کشوں کو خیالِ جام آیا

اور تصور میں کوئی ماہ لقا
جلوہ فرمانے سوئے بام آیا

گیسوؤ و رخ کا جب خیال بندھا
کیف پہ رنگِ صبح و شام آیا

عالمِ وجد میں بشکلِ سخن
بار بار ایک ہی کلام آیا

آپ بھی جھوم جھوم اٹھیں گے
جب کہوں گا علیؑ کا نام آیا

کہہ گیا کیا ہلالِ ماہِ رجب
بزمِ ایماں میں ذکرِ جام آیا

آپؐ کی گود میں اے بنتِ اسدؑ
تیرھویں کو مہِ تمام آیا

شمعِ دینِ مبیں جلانے کو
گھر میں اللہ کے امامؑ آیا

ہم سا پہنچا تو شاد کام پھرا!
تھا جو کم ظرف تشنہ کام آیا

ہم ہیں کیا، اور ہمارا مجرا کیا!
ان کو اللہ کا سلام آیا

نذر کرنے متاعِ دیدہ و دل
یا علیؑ آپؑ کا غلام آیا

تھے جو یہ خانہ زادِ ربِّ جلیل
گھر کا گھر ان کا اس کے کام آیا

بندہ مطلوب اور خدا طالب
عشق میں یہ بھی اک مقام آیا

جب بھی مشکل پڑی مہمّر پہ
نام مشکل کشا کا کام آیا

"منقبت امیر المومنین علی ابن علی طالبؑ"

آج پھر وا درِ میخانۂ عرفاں دیکھا
اور سرشار ہر اک صاحبِ ایماں دیکھا

کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیدۂ حیراں دیکھا
حرمِ کعبہ کو مثلِ گلِ خنداں دیکھا

اُفقِ دیں پہ چمکتا مہِ تاباں دیکھا
کفر و باطل کے اندھیروں کو گریزاں دیکھا

خود ہوا نذرِ خزاں دین کو شاداب کیا
چشمِ عالم نے اک ایسا بھی گلستاں دیکھا

غم و آلامِ جہاں ہوں کہ ہو غم عقبیٰ کا
نامِ حیدرؑ کو ہر اک درد کا درماں دیکھا

ہیں یہی وہ نگہِ لطف کے آگے جن کی
ہیچ ہم نے اثرِ چشمۂ حیواں دیکھا

خود رہے فاقوں سے، دنیا کو شہنشاہی دے
اس کو کہتے ہیں! یہ ہے دین کا سلطاں دیکھا

ذکر اپنوں کا تو کیا غیروں کو ان کے در پر
دُرِ مقصود سے بھرتے ہوئے داماں دیکھا

حشر میں دامنِ رحمت نے چھپایا بڑھ کر
اپنے عاصی کو جو شرمندۂ عصیاں دیکھا

تھے علیؑ دوشِ نبیؐ پر وہ سماں یاد آیا
ہم نے جب بھی کہیں قرآن پہ قرآں دیکھا

اک حسیں ایسا کہ اللہ ہو عاشق جس کا
کیا کسی نے کہیں ایسا شہِ خوباں دیکھا

کتنا پُر کیف تصوّر ہے مبصّرؔ ان کا
جب بھی دیکھا انہیں فردوس بہ داماں دیکھا

"آبروئے حرم"

خوشا قسمت وہ آیا جو نبیؐ کے دل کا ارماں ہے
حرم کی آبرو ہے روحِ قرآں کلِّ ایماں ہے

عجب انداز سے آج اہتمامِ بزمِ امکاں ہے
نہ حیراں چشمِ نرگس ہے نہ اب بلبل پریشاں ہے

جدھر دیکھو جسے دیکھو وہ بس شاداں وفرحاں ہے
ضرورت ہے مسیحا کی نہ کوئی فکرِ درماں ہے

زہے قسمت نگاہِ لطف جو سُوئے بیاباں ہے
تو ہر اک خارزارِ دہر رشکِ باغِ رضواں ہے

وہ لی فطرت نے انگڑائی وہ غنچے مسکرا اٹھے
کلی کا ذکر کیا ہمدم جدارِ کعبہ خنداں ہے

سمک سے تا سما اک دھوم ہے میلادِ حیدرؑ کی
مُنوّر ہیں زمین و آسماں جشنِ چراغاں ہے

بہاریں گنگناتی ہیں علیؑ آئے علیؑ آئے
یہ نغمہ سن کے کیسا وجد میں دیں کا گلستاں ہے

علیؑ کا نام لے لے کر شگفتہ ہے دلِ مومن
منافق کے لئے یہ نام ہی شمشیرِ بُراں ہے

علیؑ کے عشق سے سب نے حیاتِ جاوداں پائی
بنا میثمؒ، کوئی مقدادؓ و بوذرؓ کوئی سلمانؓ ہے

اسی در پہ جھکاؤ سر اسی گھر کو کرو سجدے
علیؑ کا در بھی ذیشاں ہے علیؑ کا گھر بھی ذیشاں ہے

ملی بے مثل شاہی ان کے صدقے میں سلیمانؑ کو
مبصرؔ بے دھڑک کہہ پھر علیؑ فخرِ سلیمانؑ ہے

"منقبت"

بنائے عشق ہے بس حسن سے وفا کے لئے
بھلاؤ خود کو بھی محبوب کی رضا کی لئے

مریضِ عشق نہ سوچے کبھی شفا کے لئے
مرض یہ لگتا ہے انسان کو سدا کے لئے

وفورِ یاس نے کھولا یہ عقدۂ مشکل
وہ درد درد نہیں ہے جو ہو دوا کے لئے

یہی تقاضۂ دل ہے یہی ہے رسمِ وفا
حیات وقف ہو بس ایک دل رُبا کے لئے

ٹھہر اے طبعِ رواں دیکھ ہے یہ جائے ادب
بتوں کے ذکر کو چھوڑ اب ذرا خدا کے لئے

یہ بزم وقف ہے بس ذکرِ مرتضیٰؑ کے لئے
یہاں جو بات ہو خوشنودیِ خدا کے لئے

لُٹا وہ پھول عقیدت کے مصطفیؐ کے لئے
جو چن کے لایا ہے اس محفلِ ولا کے لئے

مُحال، سوچ سکوں اس کی انتہا کے لئے
حرم کو حق نے چنا جس کی ابتدا کے لئے

تمہاری مدح میں کیسے کوئی زباں کھولے
حدیثیں اور ہو قرآن جب ثنا کے لئے

نہ کام کیجئے ایسے کہ ہو خدا کا گماں
دلیل ہوں جو، نصیری کے ادّعا کے لئے

کریں نہ ہم بھلا کیسے یہ وردِ نادِ علیؑ
ندا علیؑ کو دیں، ہے حکم انبیاءؑ کے لئے

جو بزم و رزم میں سائے کی طرح ساتھ رہے
بتاؤ جز علیؑ ہے کون مصطفیٰؐ کے لئے

یقیں ہے وقتِ نزع آئیں گے مرے مولاؑ
میں جی رہا ہوں مبصرؔ بس اس قضا کے لئے

"عشقِ علیؑ"

عشقِ علیؑ ہی رحمتِ حق کی سبیل ہے
زاہد یہی ہے خلد یہی سلسبیل ہے

کیا لطف کیا عنایتِ ربِّ جلیل ہے
مداحِ اہلِ بیتؑ یہ عبدِ ذلیل ہے

بے معنی ان کے رتبہ میں کچھ قال و قیل ہے
اعلیٰ ہیں اس پہ نامِ علیؑ خود دلیل ہے

بنتِ اسدؑ کی جاں ابوطالبؑ کی آرزو
احمدؐ کا مدعا ہے، دعائے خلیلؑ ہے

کعبہ میں آج ساقیِ کوثر ہے جلوہ گر
جو بھی پیئے تو آج لئیم و بخیل ہے

دنیا نے کیوں علیؑ کو نہ سمجھا کہوں میں کیا
مت پوچھ ہم نشیں کہ یہ قصہ طویل ہے

بعد از خدا بزرگ ہیں جس طرح مصطفےٰؐ
ذاتِ علیؑ بھی بعدِ نبیؐ بے عدیل ہے

ان کی عطا کے سامنے عاجز ہر اک بشر
جتنا بھی جس نے مانگا وہ بولے قلیل ہے

ذکر ان کی عظمتوں کا بھلا کون کر سکے
ذاکر ہے خود خدا یہ وہ ذکرِ جمیل ہے

اللہ رے مقامِ دبستانِ مرتضیٰؑ
شاگرد، آسماں پہ بھی، اک جبرئیلؑ ہے

ہے مژدۂ زیارتِ حیدرؑ قضا ہمیں
پیغامِ مرگ حاصلِ عمرِ طویل ہے

مولا مرے، نہ پوچھ مبصّر کا حالِ زار
بیمار تیرا ہجر میں تیرے علیل ہے

"مدحِ مولا علی علیہ السلام"

کس کی مشتاق ہے یہ کس کی تمنائی ہے
آج کعبہ میں دلھن بن کے بہار آئی ہے

اے زہے صلِّ علیٰ کیا چمن آرائی ہے
دامنِ دہر میں فردوس اتر آئی ہے

وادیِ طور کھنچی آتی ہے کعبہ کی طرف
کیا حسیں جلوے ہیں کیا شانِ دل آرائی ہے

کون آتا ہے کہ دیوار بھی در بنتی ہے
کس کے آنے کی مشیت کو ادا بھائی ہے

زیب دیتا ہے اگر بادِ صبا ناز کرے
آمدِ ساقیِ کوثر کی خبر لائی ہے

وہ ملا شمسِ رسالت سے امامت کا قمر
دیں نے دو جلووں سے یک رنگ ضیاء پائی ہے

ہم نے جس در پہ جبیں روزِ ازل رکھی تھی
تا ابد اب نہ اٹھانے کی قسم کھائی ہے

کون جانے تری بیداری کی قیمت مولاؑ
نیند کے بدلے میں جب حق کی رضا پائی ہے

اک ممصر ہی نہیں آپؑ کے میخواروں میں
جو بھی مومن ہے اسی جام کا شیدائی ہے

"اے رہبرِ ذیشاں زندہ باد"

اے شمعِ حرم، نورِ مہِ دیں، اے نیرِ ایماں زندہ باد
اے مشعلِ طور، اے نورِ ہدیٰ، اے پرتوِ یزداں زندہ باد

اے حُسنِ حقیقی کے مظہر، اے جلوۂ رحماں زندہ باد
ہر حسن جہاں کا ہیچ ہوا، رشکِ مہِ کنعاںؑ زندہ باد

کہتی ہیں خوش ہو ہو جنتِ اسدؓ، اے میرے دل و جاں زندہ باد
آغوشِ نبیؐ ہے رحل تری اے بولتے قرآں زندہ باد

کیا ذکرؔ عروسِ گلشن کا صحرا نے لباسِ گل پہنا
اے روحِ روانِ حسنِ چمن، اے جانِ گلستاں زندہ باد

کیا فیض ہے تیری آمد کا جنت اتر آئی دنیا میں
اے زینتِ باغِ ابو طالب بوئے گلِ ایماں زندہ باد

پڑھتی ہے صبا کیا نادِ علی، جی اٹھی جو ہر پژمردہ کلی
ہر گل کو حیاتِ نو بخشی، اے عیسیٰؑ دوراں زندہ باد

مولودِ حرم کی آمد پر کعبہ میں ہوا تھا آج کی شب
وہ جشنِ چراغاں کا ساماں وہ رقصِ بہاراں زندہ باد

تطہیرِ حرم تم سے ہی ہوئی، ہے ختم تمھی پر بت شکنی
حل ہو گئی مشکل کعبہ کی، کعبہ کے نگہباں زندہ باد

تم نے ہی رکھی لاج آدمؑ کی تم سے ہی بھرم انساں کا رہا
اے نازشِ آدمؑ زندہ باد، اے عظمتِ انساں زندہ باد

جو فتحِ مبیں کا مالک ہو کیا جانے وہ کیا ہوتی ہے شکست
اے اشجعِ عالم، دستِ خدا، اے ضیغمِ یزداں زندہ باد

اللہ رے شانِ جود و سخا، اے منبعِ فیض اے بحرِ کرم
مانگا بھی نہ تھا میں نے تو ابھی اور بھر دیا داماں زندہ باد

تھا نامِ علیؑ جو وردِ زباں، ہوتی گئی ہر مشکل آساں
ہر چند فلک کہتا ہی رہا، ہاں گردشِ دوراں زندہ باد

یہ صدق و صفا، ایثار و وفا، یہ صبر و رضا یہ عشقِ خدا
بے مثل تری ہر ایک ادا سب خلق ہے حیراں زندہ باد

کیا فکر مبصرؔ منزل کی، کھنچ آئے گی خود ہی تیرے قریں
لے نامِ علیؑ، پڑھ نادِ علیؑ، کہہ رہبرِ ذیشاں زندہ باد

"منقبت مولا علی علیہ السلام"

جلوہ گر شمعِ امامت ہو گئی
نور پھیلا دور ظلمت ہو گئی

زندگی وقفِ محبت ہو گئی
دو جہاں کے غم سے فرصت ہو گئی

خوب یہ طاعت کی صورت ہو گی
ان کو دیکھا اور عبادت ہو گئی

اے خوشا حکمِ مودت آ گیا
حبّ عترت شرطِ طاعت ہو گئی

ہے انہی سے مے گساری کا بھرم
جن کو ساقی سے عقیدت ہو گئی

ان کے غم میں سارے غم مدغم ہوئے
ہر مصیبت عینِ راحت ہو گئی

ہے نجف سے دو قدم باغِ بہشت
کتنی آساں راہِ جنت ہو گئی

لے چلے عصیاں ہمیں جو سوئے نار
سایہ افگن چشمِ رحمت ہو گئی

زندگی ان کی محبت کے طفیل
اک کہانی تھی حقیقت ہو گئی

گا رہا ہوں میں مسرّت ان کے گیت
ان کی مدحت میری قسمت ہو گئی

"عشقِ علیؑ میں ہے"

رازِ حیات عشقِ علیؑ ولی میں ہے
خوشنودیِ خدا و نبیؐ بھی اسی میں ہے

جلوہ علیؑ کا پھول میں ہے ہر کلی میں ہے
شمس و قمر، ستاروں کی تابندگی میں ہے

جو وصف چاہو دیکھ لو اس ایک ذات میں
"ہر وصف انبیائے سلف کا علیؑ میں ہے"

وہ خاک ہیں یہ نور ہیں وہ پست یہ بلند
واضح یہ فرق آلؑ میں اور امتی میں ہے

حق کی اگر تلاش ہے خود کو تلاش کر
حق آگہی کا راز تو خود آگہی میں ہے

حق دیکھ کے بھی حق سے گریزاں رہے کوئی
کیسے کہوں کہ اس کا شمار آدمی میں ہے

سیف و قلم لئے ہو بیک وقت ہاتھ میں
گر ہے تو یہ کمال بھی دستِ علیؑ میں ہے

تلوار کب اٹھائیں، کہاں صبر چاہیئے
واقف یہی ہیں جو نگہِ ایزدی میں ہے

ہوں دور کربلا سے نجف سے مدینہ سے
یہ زندگی بھی میری کوئی زندگی میں ہے

ملتے ہیں دین و ہوش و خرد، علم و معرفت
کیا لطف ان کے عشق کی وارفتگی میں ہے

جب تک وضو نہ بادۂ حبِّ علیؑ سے ہو
دل بت کدہ ہے، لاکھ کوئی بندگی میں ہے

بختِ رسا پہ کیوں نہ مبصرؔ کو ناز ہو
اس کی رسائی بارگہِ حیدری میں ہے

"مدحِ حیدرِ کرّار علیہ السلام"

کون آتا ہے کعبہ میں آج اے خدا کہ بتوں کو سنبھلنے کا یارا نہیں
خود ہی سجدے میں گر گر کے کہتے ہیں وہ لو یہ گھر ہے تمہارا ہمارا نہیں

آپؑ کا در درِ رحمتِ کبریا، آپؑ کے در پہ ہر اک کی بگڑی بنی
دوستوں ہی کا کیا ذکر مولاؑ مرے، دشمنوں کا بھی تم بن گذارا نہیں

کعبۂ دیں علیؑ، روحِ قرآں علیؑ، اصلِ ایماں علیؑ، کلِّ ایماں علیؑ
حیف ہے ہم نشیں گلشنِ زندگی، تو نے عشقِ علیؑ سے سنوارا نہیں

گرمیٔ بزمِ ایماں ہے نام آپؑ کا، زینتِ بزمِ عرفاں ہے ذکر آپؑ کا
ہو مزیّن نہ الفت سے جو آپؑ کی وہ عبادت بھی حق کو گوارا نہیں

خندق و بدر و خیبر، حنین و احد، نہروان و جمل ہوں کہ صفین ہو
کوئی بھی اک محاذ ایسا ملتا نہیں زعمِ باطل جہاں تم سے ہارا نہیں

ناتواں! اور دیوانۂ مرتضیٰؑ، آنکھیں کھولو ذرا عقل سے کام لو
ہم پہ چشمِ کرم ہر گھڑی ان کی ہے، اے جہاں والو ہم بے سہارا نہیں

میری ٹھوکر میں طوفان و منجدھار ہیں، پاؤں پڑتی ہے رہ رہ کے موجِ بلا
ناخدا میری کشتی کے حیدر ہوئے، اب مجھے آرزوئے کنارا نہیں

ان کے دربار میں جو سوالی ہوا اس نے پایا کچھ اپنی طلب سے سوا
مشکلوں میں رہا اس جہاں میں وہی، جس نے مشکل میں ان کو پکارا نہیں

حق علیؑ کے، علیؑ حق کے ہمراہ ہیں، طالبِ حق بنو ساتھ علیؑ کے چلو
جس نے اپنائی یہ راہ اے دوستو! اس کو دونوں جہاں میں خسارا نہیں

نامِ حیدرؑ ہی تیغِ دو دم بن گیا، بعدِ خیبر ہر اک مرحبِ وقت کو
اے مبشرؔ سبب ہے یہی آج بھی نام باطل کو ان کا گوارا نہیں

"عظمت انساں کی روشنی" درشانِ مولودِ کعبہ علیہ السلام

جلوہ فگن ہے عظمتِ انساں کی روشنی
شکلِ بشر میں مظہرِ یزداں کی روشنی

پھیلی ہے جس سے دہر میں ایماں کی روشنی
ہے نورِ چشمِ حضرتِ عمراں کی روشنی

چمکا نے آج کوکبِ تقدیرِ کعبہ کو
کعبے میں آئی کعبۂ ایماں کی روشنی

روشن رکھے گی تا بہ ابد دیں کی بزم کو
تیرہ رجب کے جشنِ چراغاں کی روشنی

بنتِ اسدؑ کے چاند کی تھی ادنیٰ سی جھلک
کہتے ہیں جس کو سب مہِ کنعاں کی روشنی

ہر اک نبیؑ کا جلوہ چلو میں لئے ہوئے
ہے ایک ذاتِ حیدرِؑ ذیشاں کی روشنی

ہم نے بنائے مدح کے مہر و مہ و نجوم
پائی دل و نظر نے جو عرفاں کی روشنی

سچ کہیے موسیٰؑ آپؑ نے دیکھی جو طور پر
کیا تھی نہ وہ اسی مہِ تاباں کی روشنی

قطعہ مہ شعبان۔

برسا رہا تھا نور مہِ مقمّر مہ رجب
پھیلی جہاں میں اب مہِ شعباں کی روشنی

عباسؑ کا حسینؑ کا زینبؑ کا نور ہے
پھر ان کے بعد حجتِ دوراںؑ کی روشنی

مثلِ رجب لگے ہیں اسے بھی تو چار چاند
ہو کیوں نہ چوگنی مہِ شعباں کی روشنی

مدحِ مولودِ کعبہ"

منقبت کی بھیک مانگو احمدِ مختار سے
بات جن کی کم نہیں قرآن کے معیار سے

کب تلک بہلاؤ گے دل اپنا بس گفتار سے
ہاں ہو اظہارِ عقیدت اب ذرا کردار سے

کس کی ہمت ہے جو آگے عشقِ مولاؑ میں بڑھے
بوذرؓ و سلمانؓ سے، مقدادؓ سے، عمّارؓ سے

تھی کرامت ماں کی یا یہ معجزہ بیٹے کا تھا
پوچھیئے اس کی حقیقت کعبہ کی دیوار سے

یہ وہ ہیں بلوایا جن کو عرش پر اللہ نے
رہ گئے محروم موسیٰؑ طور پر دیدار سے

واقفِ مرضیِ حق ہیں، جانتے ہیں بس یہی
کب رہیں خاموش اور لیں کام کب تلوار سے

طنطنہ تھا دیکھنے کا منہ کی کھا کر آ گئے
فتحِ خیبر ہو سکا بس حیدرؓ کرّار سے

ہے بھروسہ اس کو مولا کی مدد پر کس قدر
کرتی ہے اٹھکیلیاں کشتی مری منجدھار سے

میں مبشّر دو جہاں میں سرخرو ہو جاؤنگا
کاش مل جائے غلامی کی سند سرکار سے

"منقبت"

اللہ نے جسے بھی جو چاہا بنا دیا
بیمارِ مرتضیٰ کو مسیحا بنا دیا

شکرِ خدا نبیؐ و خدا تک پہنچ گئے
قسمت نے مرتضیٰ کو وسیلہ بنا دیا

اللہ مجھ حقیر پہ مولا کا یہ کرم
ذرّے کو مہر، قطرے کو دریا بنا دیا

نادِ علیؑ نے ہم پہ ہمیشہ کرم کیا
کوئی بھی میرا کام جو بگڑا بنا دیا

کیا خاک جان پائے علیؑ کے مقام کو
جس نے نبیؐ کو اپنا ہی جیسا بنا دیا

کر کے خدا کے گھر کو مکمل بتوں سے پاک
کعبے کو بوتراب نے قبلہ بنا دیا

مدّاحِ علیؑ کا مہتّر یہ فیض ہے
تم کو بھی مومنیں کا شناسا بنا دیا

"مدحتِ مولا حیدر علیہ السلام"

ہو کیسے مدح ممدوحِ خدا کی
کہاں پرواز یہ فکرِ رسا کی
(ق)
خبر کس کو ہے ان کی انتہا کی
کرو بس بات ان کی ابتدا کی

کہ وہ پیدا ہوئے گھر میں خدا کے
یہ کیا کم شان ہے شاہِ ہدیٰ کی

علیؑ کی مدح معراجِ سخن ہے
علیؑ زینت ہے ہر بزمِ ولا کی

صفت ہر اک نبیؑ کی ان سے ظاہر
عیاں ہر کام سے قدرت خدا کی

ہیں پرتو ایک ہی تنویر کے دو
"نبیؐ جیسی ہے صورت مرتضیٰؑ کی"

حدیثِ کلُنا شاہد ہے اس پر
نبیؐ جیسی ہے سیرت مرتضیٰؑ کی

نظر میں وصفِ تیغِ حیدری ہے
کروں کیا بات موسیٰؑ کے عصا کی

خدا رکھے مرے مشکل کشاء کو
ہو کیوں حاجت کسی حاجت روا کی

نمازیں ہوگئیں مقبول ساری
نمازِ عشقِ حیدرؑ جب ادا کی

مبصّرؔ پر کرم ہو میرے مولاؑ
ہو تم ہی آس مجھ سے بے نوا کی

"نگہبان علیؑ ہیں"

ذی قدر ہیں، ذی جاہ ہیں، ذیشان علیؑ ہیں
امت پہ حَکَم، دین کے سلطان علیؑ ہیں

مومن کی منافق کی بھی پہچان علیؑ ہیں
انسان کے معیار کی میزان علیؑ ہیں

ان سے ہی بڑھی زینت و زیبائشِ کعبہ
اللہ کے گھر آج جو مہمان علیؑ ہیں

ہیں لختِ جگر، راحتِ جاں، بنتِ اسدؑ کے
نورِ نگہِ حضرتِ عمرانؑ علیؑ ہیں

ان کے ہی شرف سے ملی انساں کو شرافت
انسان پہ اللہ کا احسان علیؑ ہیں

انساں سے بھلا کیا ہوں بیاں ان کے فضائل
قرآن کے ہر باب کا عنوان علیؑ ہیں

ہر خشک کا ہر تر کا ملا علم انہی سے
قرآن علیؑ، شارحِ قرآن علیؑ ہیں

سمجھا نہ انہیں کوئی جز اللہ و نبیؐ کے
شک جس پہ خدا کا وہ انسان علیؑ ہیں

خود پیاسے ہیں قاتل کو پلاتے ہیں یہ شربت
فیضانِ خدا، رحمتِ رحمان علیؑ ہیں

آنچ آئے کبھی دین پہ ممکن ہی نہیں ہے
"اسلام کی عظمت کے نگہبان علیؑ ہیں"

ہوں کیوں نہ معطّر وہ مرا کعبۂ ایماں
کہتے ہیں نبیؐ جب کہ کل ایمان علیؑ ہیں

"طرحی منقبت بحضور مولائے متقیان علی ابن ابی طالبؑ"

بلائیں دُور رہیں، حرزِ جان ہو جائے
"علیؑ کا نام جو وردِ زبان ہو جائے"

بساط کیا ہے بشر کی جو ان کی مدح کرے
کہ جن کا ربّ علا مدح خوان ہو جائے

مرے کلام میں تاثیر ایسی دیں مولاؑ
زمیں کی بات کروں آسمان ہو جائے

لٹادوں پھول میں مدحت کے پھر سرِ محفل
مِرا قلم ذرا رطب اللسان ہو جائے

ہے اشتیاق کہ مولاؑ ترے غلاموں میں
شمار میری بھی اک داستان ہو جائے

لکھوں میں پیری میں بھی ایسی منقبت مولاؑ
نصیب مجھ کو جو فکرِ جوان ہو جائے

قبولیت کا شرف پوری منقبت کو ملے
جو ایک لفظ بھی شایانِ شان ہو جائے

ہیں ان کے مرتبہ داں بس خدا و پیغمبرؐ
مجال کس کی ہے جو رتبہ دان ہو جائے

تمنا بس ہے یہی آخری مبصّر کی
نثار قدموں پہ تیرے یہ جان ہو جائے

مدحِ مولا علیؑ

شکر ہے رب ترا زندگی کے لئے
ہم کو پیدا کیا بندگی کے لئے

ذوقِ مدحت دیا شاعری کے لئے
ہے قلم وقف میرا علیؑ کے لئے

آئے مولا علیؑ رہبری کے لئے
یعنی خود اور خدا آگہی کے لئے

ہیں علیؑ تو خدا اور نبیؐ کے لئے
باقی جو کچھ بھی ہے سب علیؑ کے لئے

سر بکف ہونا ہے شرطِ عشقِ علی
"عشقِ حیدر نہیں ہر کسی کے لئے"

ہیں علیؑ مظہرِ عظمتِ کبریا
یعنی ہے ہر بڑائی علی کے لئے

جو بھی چاہے وہ قسمت بنائے یہاں
اِن کا در تو کُھلا ہے سبھی کے لئے

اِہلِ حق ، آل کے جو مقابل ہوا
ہے تبرّا اسی دوزخی کے لئے

کوئی شیطاں کو انسان مانے اگر
ہے بڑا ننگ یہ آدمی کے لئے

میں نے مرقد میں نامِ علی جو لیا
جل اٹھی شمعِ دل روشنی کے لئے

اے مبصرؔ گدائی علیؑ کی ملی
قابلِ رشک ہوں خسروی کے لئے

جشنِ غدیر

ہیں قیصر و دارا نہ سکندر نظر میں ہے
گر ہے تو بس گدائیِ حیدرؑ نظر میں ہے

تھا جو غدیرِ خم میں وہ ساغر نظر میں ہے
کوثر ہے کیا کہ ساقیِ کوثر نظر میں ہے

کعبہ صدف ہے جس کی وہ گوہر نظر میں ہے
جو جوہرِ قابل ہے وہ جوہر نظر میں ہے

حیدرؑ ہیں جانشینِ نبیؐ آشکار تھا
ہجرت کی شب گواہ ہے خیبر نظر میں ہے

اعلانِ جانشینی بھی از بس ضرور تھا
ہرگہ منافقین کا ہر شر نظر میں ہے

کثرت وہ حاجیوں کی وہ "مَن کنتُ" کی صدا
"دشتِ غدیرِ خم ترا منظر نظر میں ہے"

مولا علیؑ ہیں حکمِ خدا سے تو مدعی
رہزن کو کیوں بناتا ہے رہبر نظر میں ہے

بچ بھی کہہ کے شیخ مکر جانا یوں ترا
لے جائیگا سقر میں ستمگر نظر میں ہے

درِ نجف کو چھوڑا ہے ظالم یہ کیا کیا
کنکر نظر میں ہے کبھی پتھر نظر میں ہے

تکمیلِ دیں ہے جس کی ولایت پہ منحصر
"اَتۡمَمۡتُ نِعۡمَتِیۡ" کا وہ محور نظر میں ہے

دعویٰ غلام ہونے کا جس کو ہے سن رکھے
بوذر کا طور اطاعت۔ قنبر نظر میں ہے

کیا ذکر ان کا ان کے تو بچوں کے سامنے
کاہی سے بھی کم کفر کا لشکر نظر میں ہے

ہنس ہنس کے تیر کھانے پہ ششدر ہیں دو جہاں
طرزِ جہاد و جراتِ اصغرؑ نظر میں ہے

ممدوحِ حق کی مدح مبصرؔ سے ہو سکے
قطرہ کہے یہ کیسے سمندر نظر میں ہے

"درمنقبت سیدہ کونینؑ"

کیوں کر بیاں ہو مجھ سے بھلا شانِ فاطمہؑ
خالق ہو خود ہی جب کہ ثناء خوانِ فاطمہؑ

پاؤں جو اوجِ فکر یہ فیضانِ فاطمہؑ
ہر لفظ بول اٹھے کہ ہوں شایانِ فاطمہؑ

نادِ علیؑ جو پڑھ کے کروں ان کی میں ثناء
کھل جائے باغِ نظم بعنوانِ فاطمہؑ

حوّاؑ ہوں یا کہ مریمؑ و سارہؑ کہ ہاجرہؑ
نازاں ہیں سارے حلقہ بگوشانِ فاطمہؑ

حسنینؑ ہیں جو طور کی محفل کے دو چراغ
قندیلِ دین و شمعِ شبستانِ فاطمہؑ

یہ شانِ بے نیازی کہ فاقوں میں کی بسر
لیکن جہاں پہ عام ہے فیضانِ فاطمہؑ

کرتے ہیں طے امامؑ جہاں زانوے ادب
اس اوج پر ہے شانِ دبستانِ فاطمہؑ

اِن کے لہو سے گلشنِ اسلام پر بہار
دینِ محمدیؐ پہ ہے احسانِ فاطمہؑ

ٹھوکر میں تاج و تختِ یزیدی لئے ہوئے
آ پہنچا کربلا میں سلیمانِ فاطمہؑ

مظلومیت کا خاتمہ ہے ان پہ سر بسر
شاہد ہے اس پہ گورِ غریبانِ فاطمہؑ

جنت تو کیا خدا و نبیؐ بھی یہاں ملے
عرفانِ دیں ہے بادۂ عرفانِ فاطمہؑ

معراجِ بندگی ہو میسّر مجھے نصیب
قسمت بنا دے مجھ کو جو دربانِ فاطمہؑ

''حضرتِ بتولؑ عذرا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا''

پروانۂ بہشت محبت بتولؑ کی
دوزخ کا راستہ ہے عداوت بتولؑ کی

تطہیر کو بھی ان کی طہارت پہ ناز ہے
قرآں سے پوچھو عصمت و عفت بتولؑ کی

بابا نبیؐ تو شوہرؑ و فرزندؑ سب امام
اللہ یہ شرف یہ شرافت بتولؑ کی

تعظیمِ فاطمہؑ سے یہ مقصد نبیؐ کا تھا
اُمت بھلا نہ دے کہیں عظمت بتولؑ کی

ہے کربلا بھی ان کا ہی فیضانِ تربیت
پروان چڑھ رہی تھی ریاضت بتولؑ کی

اللہ وقتِ عصر وہ سجدہ حسینؑ کا
معراج پا رہی تھی عبادت بتولؑ کی

باطل ہے پھر ذلیل وہ دربارِ عام میں
زینبؑ نے خوب کی ہے نیابت بتولؑ کی

خاطر میں لائیں زعم کو طاغوت کے بھلا
زینبؑ کا حوصلہ ہے شجاعت بتولؑ کی

زہراؑ کا باغ دیں کے چمن پر ہوا نثار
تھی دینِ حق کو کتنی ضرورت بتولؑ کی

دنیائے علم و فضل کی فقیہؓ بنے وہی
ہو جائے جس پہ چشمِ عنایت بتولؑ کی

رحمت کو جستجو ہو مبقرؔ کی حشر میں
ہو جائے گر نصیب شفاعت بتولؑ کی

"مدح در بارگاہِ عصمتِ کبریٰ سلام اللہ علیہا"

پھر ہوا نغمہ بار ہوتی ہے
نازشِ صد بہار ہوتی ہے

باغِ عالم پہ آج حد سے سوا
رحمتِ کردگار ہوتی ہے

ان کی آمد کی دھوم ہے ہر سو
جن پہ عصمت نثار ہوتی ہے

جس فضاء میں صدا درود کی ہو
کس قدر خوش گوار ہوتی ہے

اور منافق کی طبعِ فاسد پر
ان کی مدحت بھی بار ہوتی ہے

غم سے اے جانِ فاطمہؑ تیرے
زندگی استوار ہوتی ہے

آرزو سنگِ در کی زہراؑ کے
بندگی کا وقار ہوتی ہے

ہستیِ بے ثبات ان کے طفیل
قابلِ اعتبار ہوتی ہے

جو گھڑی ان کے ذکر میں گذرے
وہ عبادت شمار ہوتی ہے

ان کی چشمِ کرم سے محرومی
قہرِ پروردگار ہوتی ہے

ہو مزیّن ثنائے زہراؑ سے
نظم وہ شاہکار ہوتی ہے

اے مبشّر گدائی اس در کی
وجہِ صد افتخار ہوتی ہے

"مدحِ سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا"

سیّد المرسلیں کی ہیں جاں سیدہؑ
دینِ حق کی ہیں روحِ رواں سیدہؑ

حق ادا، حق نما، حق نشاں سیدہؑ
حق ملے گا وہیں ہیں جہاں سیدہؑ

دینِ حق کی بقا کی ہیں ضامن یہی
دے چکی ہیں یہ حق کو زباں سیدہؑ

کر دیا راہِ حق میں فدا سارا گھر
ناز بردارِ حق بے گماں سیدہؑ

اس کا دونوں جہاں میں ٹھکانا نہیں
جس پہ ہو جائیں نا مہرباں سیّدہؑ

کوئی بندہ کرے آپؑ کی مدح کیا
جب ہو معبود خود مدح خواں سیدہؑ

ہیں نبوت کے اسرار ان پر عیاں
اور امامت کی بھی راز داں سیدہؑ

زوجِ عالی بھی اور گیارہ بیٹے ترے
ایک سے ایک شاہِ زماں سیدہؑ

ہاتھ میں آپؑ کے گیارہویں لالؑ کے
آج بھی دین کی ہے عناں سیدہؑ

کتنا عظمت نشاں ہے مکان آپؑ کا
فخر کرتا ہے خود لا مکاں سیدہؑ

مصحفِ حق کو نطق ان کے گھر سے ملا
وہ عبادت، زبان و بیاں سیدہؑ

ہے مبقّر سے عاصی کو ڈھارس یہی
دیں گی محشر میں اس کو اماں سیدہؑ

"منقبت بہ بارگاہِ عصمتؑ"

احمدِؐ پاک کی دعا زہراؑ
دینِ حقا کا مدّعا زہراؑ

شمعِ توحید کی ضیا زہراؑ
پرتوِ نورِ مصطفیٰؐ زہراؑ

دم سے جن کے بھرم نبی کا رہا
ہیں وہ حسنینؑ و مرتضیٰؑ، زہراؑ

حکمِ حق سے سوالی بن کے ملک
آئے در پہ ترے سدا زہراؑ

ہوں وہ مسکین کہ یتیم و اسیر
سب کے دکھ درد کی دوا زہراؑ

دیکھی حد سے سوا جو شانِ عطا
ہے فدا تم پہ ھل اتیٰ زہراؑ

بانوئے کشورِ طہارت و قدس
صاحبِ تاجِ اِنّما زہراؑ

ان کے بچے بنائے اِلّا اللہ
اس بِنا کی بھی ہیں بِنا زہراؑ

تیری طاعت ہے سجدۂ شبیرؑ
تیرا ایثار کربلا زہراؑ

ہو عطا اب سند غلامی کی
ہے مبصّر کی التجا زہراؑ

منقبت
"جنابِ فاطمۃ الزہراؑ"

فاطمہؑ کے در پہ جھکے دل بھی خم سر کی طرح
جبہ سائی چاہیے سلمانؓ و بوذرؓ کی طرح

ہیں یہ قرطاس و قلم گہہ ماہ و اختر کی طرح
مدح سے روشن ہیں گہہ مہرِ منور کی طرح

مثلِ جبریلؑ اور رضوانؑ میں بھی اتراؤں، اگر
نوکری گھر کی ترے مل جائے قنبرؓ کی طرح

رحمتِ حق ہیں یہ مثلِ رحمۃ اللعالمینؐ
"مدحِ زہراؑ کیجئے مدحِ پیمبرؐ کی طرح "

حکمِ رب سے وہ بھی کھلتا صحنِ مسجد میں ضرور
ہوتا کوئی اور بھی در، جو ترے در کی طرح

دشمنی میں آپؐ کی کچھ لوگ اتنا بڑھ گئے
شَر ہی پھیلاتے رہے شیطان کے شَر کی طرح

نذرِ آتش کر دیا یہ بھی نہ سوچا، ظالمو!
محترم یہ گھر بھی ہے اللہ کے گھر کی طرح

تھے غنی کچھ اور بھی لیکن مؤرّخ سچ بتا
دیں کو دولت کس نے دی زہراؑ کی مادر کی طرح

کس نے پائے ایسے بچے جز علیؑ و فاطمہؑ
زینبؑ و کلثومؑ اور شبیرؑ و شبرؑ کی طرح

ہر صفت میں ایک سے ہیں، دونوں ہی، اے ہم نشیں
مثلِ زہراؑ ہیں علیؑ، زہراؑ ہیں حیدرؑ کی طرح

کس نے ڈالی جان جوکھوں میں پئے دینِ خدا
تیرے بچّوں کی طرح اور تیرے شوہر کی طرح

سب نے ان سے نور پایا کس طرح ان کو کہوں
ماہ و اختر کی طرح، مہرِ منوّر کی طرح

ہوں گدا ان کا مبقّر، شاہی نظروں میں ہے ہیچ
کیوں کہوں تقدیر ہے میری سکندر کی طرح

منقبتِ زہرا سلام اللہ علیہا

مِلا زہراؑ کا در خوش قسمتی سے
مِرا رتبہ سوا ہے خسروی سے

ہیں محور عصمت و عفت کا زہراؑ
سنا ہے علم کی بارہ دری سے

کہا بیٹی کو کیوں اُمّ ابیھا
"وقارِ فاطمہؑ پوچھو نبیؐ سے"

ہے فطرت کا تقاضا مائیں بہنیں
سبق لیں بس انہی کی زندگی سے

غمِ آلؑ کو جو سمجھتے ہیں بدعت
دو عالم میں رنج و الم دیکھتے ہیں

نہیں ہوتی حاجت کسی کی جو پوری
تو بیٹے کا ان کے علم دیکھتے ہیں

وہ کوئے مودت میں گم ہو کے دیکھیں
جو اپنی بصیرت کو کم دیکھتے ہیں

مصیبت میں لیتے ہیں جو نامِ زہراؑ
اثر اسمِ اعظم کا ہم دیکھتے ہیں

ہوئے جب سے دربان ان کے مبقرؑ
تو ہر اک کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

"حضرت زہراؑ"

ہیں زہراؑ کعبۂ ایماں بجا ہر انس و جاں کہیے
اور ان کے سنگِ در کو سجدہ گاہِ قدسیاں کہیے

نہ ان کے باب میں اپنی طرف سے این وآں کہیے
کہا ہے جو خدا نے اور نبیؐ نے بے گماں کہیے

بفرمانِ نبیؐ ہیں "سیدہؑ" دنیائے نسواں کی
انہیں خاتونِ محشر اور خاتونِ جناں کہیے

ہیں زہراؑ قرۃ العینِ نبیؐ، امّ ابیہا بھی
حدیثِ بضعۃٌ مِنّی سے ہے جو کچھ عیاں کہیے

برائے پنجتنؑ پیدا کیے ارض و سما حق نے
تو حکمِ حق سے وجہِ خلقتِ دو جہاں کہیے

ہیں معدن یہ رسالت کی یہی ہیں محورِ عصمت
کساء کی بات کیجیے اِنّما کی داستاں کہیے

یہ ہیں کوثر لقب نسلِ نبوت کی ضمانت ہیں
دلِ یٰسین و طٰہٰ، ہل اتیٰ کی ان کو جاں کہیے

غرض کیا ہو احاطہ ان فرامینِ فضائل کا
بس اظہارِ صفاتِ حق کا بحرِ بیکراں کہیے

فضیلت ہے عیاں زہراؑ کی ہر اک حرفِ قرآں سے
ذرا اے مدعی تو بھی "عیاں راچہ بیاں" کہیے

کنیزِ خاصِ رب ہیں مرضی و منشائے قدرت ہیں
جو یہ کہہ دیں وہ ہو جائے انہیں حق کی زباں کہیے

لہو سے قلعۂ دیں آج بھی محفوظ ہے ان کے
جنابِ فاطمہؑ کو دینِ حق کا پاسباں کہیے

کہا میں نے کہ عشقِ مصطفیٰؐ ہی ہے نماز اپنی
تو دل بولا کہ زہراؑ کی محبت کو اذاں کہیے

انہیں کے اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ کی جوانی سے
شباب اسلام نے پایا شریعت ہے جواں کہیے

خدا کی ہے طلب جس کو وہ ان کے در پہ آتا ہے
مکانِ فاطمہؑ ہی کو مکانِ لا مکاں کہیے

مظفرؔ ہے رواں یہ کاروانِ منقبت گوئی
ملے توفیق تو خود کو شریکِ کارواں کہیے

طرحی منقبت
"جنابِ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام"

خوش نصیبی سے ہمیں یاں بابِ زہراؑ مل گیا
یعنی دنیا میں ہی کوثر کا کنارا مل گیا

آشنائے فن نہیں نے شاعری کا ذوق ہے
وہ تو یہ کہیے عقیدت کا سہارا مل گیا

مانگنا ہی چاہا تھا کہ بھر گیا دامن مرا
حشر میں بھی کام آیا اتنا سارا مل گیا

بابِ نسواں بھی مکمل ہوگیا اسلام کا
"آ گئیں زہراؑ نبوت کو سہارا مل گیا"

ہو گیا قرآنِ ناطق میں اضافہ ہم نشیں
دین فہمی کے لئے اک اور پارہ مل گیا

مل گیا در اصل مجھ کو زندگی کا ماحصل
جب جبیں کو میری سنگِ در تمہارا مل گیا

بن سکے وہ لوگ ہی بس آپؐ کے سچے غلام
جن کا قنبرؓ کے ستارے سے ستارا مل گیا

مجلسوں میں لال کی تیرے گئے ایسا لگا
دین دنیا کا ہر اک مقصد ہمارا مل گیا

کیوں مبصّر اتنا خوش ہے سچ بتا کیا پا لیا
نام ان کے خادموں میں کیا تمہارا مل گیا

"حضرتِ زہراؑ"

نعتِ نبیؐ کبھی تو کبھی مدحِ آل ہے
ہر لمحۂ حیات مرا بے مثال ہے

گلہائے منقبت سے مرا دل نہال ہے
شاعر ہوں ان کا یہ کرمِ ذوالجلال ہے

ادراکِ شانِ فاطمہ زہراؑ محال ہے
یہ شاہکار قدرتِ حق کا کمال ہے

منہ چھوٹا اور بات بڑی مدحِ فاطمہؑ
دعویٰ کرے بشر تو یہ نقصِ کمال ہے

زہراؑ کے گھر پہ سایہ ہے خُلقِ عظیم کا
یاں جو بھی ہے خلیق ہے اور خوش خصال ہے

تعظیم فاطمہؑ کی نبیؐ خود کریں تو پھر
بے وجہ ان کے رتبے میں کچھ قیل وقال ہے

کھا کر فدک کو شیخ نے ثابت یہ کر دیا
حیواں کو کب تمیز حرام و حلال ہے

بی بیؑ ترے لہو سے ہے اسلام کی حیات
حسنِ عمل ترا رخِ دیں کا جمال ہے

میں نشہء شرابِ مودّت سے چُور ہوں
غم ہے نہ حال کا نہ ہی فکرِ مآل ہے

یارب گدائی دے درِ زہراؑ کی بس مجھے
کوثر کی ہے طلب نہ جناں کا سوال ہے

ہے ماتمی سدا سے مبصر حسینؑ کا
ضامن مری نجات کا زہراؑ کا لال ہے

"منقبتِ جناب سیدہؑ"

ہوئی ہیں اور بھی مریم کی حاجرہ کی نظیر
جہاں میں کوئی نہیں بنتِ مصطفےؐ کی نظیر

ملے کسی کو کہیں کیسے سیدہؑ کی نظیر
خدا نے کی ہی نہیں پیدا فاطمہؑ کی نظیر

خدا نے مدح میں ان کی اتارا قرآں کو
کہاں سے لائے بشر مدحِ کبریا کی نظیر

نبیؐ کی بیٹی تھیں گھر سے خدا کے کفو ملا
سوا علیؑ کے نہ تھا کوئی فاطمہؑ کی نظیر

بڑھالے مدعی جس کو بھی جتنا جی چاہے
کہاں سے لائیگا کوثر کی انتہا کی نظیر

بڑے غنی بھی ہوئے اور سخی بھی کہلائے
دکھاؤ ہم کو بنا کون ہل اتیٰ کی نظیر

جلایا تم نے مسلمانو! اہلِ بیتؑ کا گھر
نہ سوچا ہے یہی اک خانۂ خدا کی نظیر

بچایا دین کو زینبؑ نے بعد بھائی کے
کبھی حسینؑ کبھی بن کے فاطمہؑ کی نظیر

گرائی ظلم کی دیوار ماں نے خطبہ سے
وہی تھا خطبہ ترا، تھی اسی صدا کی نظیر

جو ظلم عابدؑ بیمار نے سہے ہنس کر
نہیں ملی کہیں اس صبر اور رضا کی نظیر

کرم کئے ہیں مبصر پہ جو بھی بی بیؑ نے
سبھی غلاموں کو حاصل ہو اس عطا کی نظیر

"مدحِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام"

قدرت کی عطا کا بھی ہر انداز نیا ہے
مجھ ایسا فرو مایہ بھی مائل بہ ثناء ہے

کیا دہر میں سردارِ جناں جلوہ نما ہے
جو باغِ جہاں غیرتِ فردوس بنا ہے

دنیا میں وُرودِ حسنؑ سبز قبا ہے
سرسبز گلستانِ نبیؐ آج ہوا ہے

جو پھول بھی زہرؑا کے گلستاں میں کِھلا ہے
ہر گُل سے مقدرِ چمنِ دیں کا کُھلا ہے

مے خانہ مودّت کا بصد شان کھلا ہے
اس مے میں نشہ نقۂ کوثر سے سوا ہے

چھائی چمنِ دہر پہ رحمت کی گھٹا ہے
ہر غنچۂ نورس مرا پیمانہ بنا ہے

اے ساقیِ کوثر ہو نظر لطف کی اس دم
وارث ترے مے خانے کو قدرت نے دیا ہے

ہو صلحِ حسنؑ ہم نشیں یا صلحِ محمدؐ
باطل کے لئے صلح بھی اک سَیلِ بلا ہے

ٹکڑے ہو جگر پھر بھی دعا دشمنِ جاں کو
یہ خُلق کا ورثہ انہیں نانا سے ملا ہے

جنت کی نہ حسرت ہے نہ کوثر کی تمنا
دیوانہ رہوں ان کا مبشّر یہ دعا ہے

"میلادِ حسن مجتبیٰ علیہ السلام"

ہر اک چمن سے خوشبو جنت کی آ رہی ہے
زہراؑ کے گلستاں کی پہلی کلی کِھلی ہے

تازہ مشامِ جاں ہے کیا عِطر بیزیاں ہیں
ہر سانس ہے معطّر پُر کیف زندگی ہے

حُسنِ حسنؑ سے قائم ہیں رونقیں یہ ساری
گل میں شگفتگی ہے، تاروں میں روشنی ہے

اک جزوِ نورِ اوّل اور آ گیا جہاں میں
نورِ حسنؑ سے روشن کا شانۂ علیؑ ہے

نسخہ دیا نبیؐ نے اکسیر سے بھی بڑھ کر
یعنی حسنؑ کی الفت اسلام آگہی ہے

رمضان کا شرف ہے میلاد سے حسنؑ کے
اللہ نے یہ عظمت بندے کو اپنے دی ہے

روزوں کی برکتوں سے معمور ہیں فضائیں
فیضِ حسنؑ سے ہم پر رحمت برس رہی ہے

۸ ۔ کیوں صلح سے ہے چڑتا کیسا ہے تُو مسلماں؟
اسلام کا تو مقصد بس امن و آشتی ہے

۱۰ ۔ ہر اک مراد پوری ہوتی ہے ان کے در پر
جو چاہو جس سے مانگو یاں اک سے اک سخی ہے

۹- صلحِ حدیبیہ بھی تھی بار تیرے دل پہ
تیری تو اے مسلماں عادت یہ بن گئی ہے

حُبِّ حسنؑ کی مے ہی محشر میں کام آئی
وہ دیکھ شیخ مجھ کو رحمت بُلا رہی ہے

انعام لے مبشرؔ بی بیؑ سے منقبت کا
بی بیؑ کے در پہ اس وقت سوغات بٹ رہی ہے

"منقبت"
امام حسن علیہ السلام

گھٹا رحمت کی چھائی ساعتِ میلادِ شبرؑ ہے
ریاضِ خلد کی نکہت سے ہر گلشن معطر ہے

حسنؑ کے نور سے کاشانۂ زہراؑ منور ہے
ہجوم قدسیاں ہے کس قدر پر کیف منظر ہے

لکھوں مدحِ حسن میں کیا کہ وہ ممدوحِ داور ہے
بقولِ احمدِؐ مختار وہ قرآں کا ہمسر ہے

وہ سردارِ جناں ہے ساقیِ تسنیم و کوثر ہے
بہارِ دیں ہے گلزارِ امامت کا گلِ تر ہے

وہ معدن ہے رسالت کا فضائل کا سمندر ہے
سفینہ نوح کا ہے کشتیِ امت کا لنگر ہے

بتا اے مدّعی کیا دہر میں ایسا کوئی گھر ہے
قیامت تک جہاں پر ایک کے بعد ایک رہبر ہے

بہ فیضِ مدح گوئی کیا کہوں کیا کیا میسّر ہے
رضائے پنجتنؑ، خوشنودیِ رب اوجِ منبر ہے

لکھی مدحت تو قرطاس و قلم باہم لگے کہنے
مقدر اوج پر ہے آج قسمت اپنی یاور ہے

حدیثِ کُلّنا شاہد ہے یہ سب ہی محمدؐ ہیں
"حسنؑ ابنِ علیؑ کا ذکر بھی ذکرِ پیمبرؐ ہے"

عجب ہیں نسبتیں نانا نبیؐ دادا ابو طالبؑ
پدر حیدرؑ ہیں ماں زہراؑ حسینؑ ان کا برادر ہے

ہوئی جو صلح سے ان کی شکستِ فاش باطل کو
اسی باعث مبصّر! معترض ہر بانیٔ شر ہے

"میلادِ حسن مجتبیٰ علیہ السلام"

سردارِ خلد دہر میں جلوہ فگن ہے آج
جنت فدا ہے کتنا حسیں ہر چمن ہے آج

ابرِ بہار باغ میں یوں خیمہ زن ہے آج
بلبل نہ نوحہ خواں ہے نہ گل خستہ تن ہے آج

رخسارِ گل پہ رقص کناں شبنمی گہر
سیماب کی مثال ہر اک سیمتن ہے آج

پہلی بہار گلشنِ زہراؑ میں آئی ہے
یعنی ریاضِ دیں میں ورودِ حسنؑ ہے آج

چوتھی کڑی جو سلسلۂ پنجتنؑ کی ہے
آغوشِ فاطمہؑ میں وہی گل بدن ہے آج

گلشن شمیمِ جانِ نبیؐ سے ہے عطر بیز
نازاں ہر ایک گلبن و گل پیرہن ہے آج

بچی مسرتوں کے یہ جلوے ہیں ہم نشیں
منظر نظر فریب نہ کچھ حسنِ ظن ہے آج

اے شاعرانِ آلِ محمدؐ صد آفریں
تم نے سجائی محفلِ شاہِ زمن ہے آج

رضواں بھی فرطِ شوق سے مشغولِ مدح ہے
جبریلؑ مثلِ شاعرِ شیریں سخن ہے آج

حوریں بھی نذر کرتی ہیں گلہائے منقبت
فردوس میں بھی محفل وشعر وسخن ہے آج

اوروں کا ذکر کیا کہ خدا خود ہے مدح خواں
عرشِ علا پہ محفلِ مدحِ حسنؑ ہے آج

روشن علیؑ کے چاند سے سب عرش و فرش ہیں
پرنور مثل طور کے ہر انجمن ہے آج

میلاد کے بہانے مبقرّ کے دن پھرے
شکرِ خدا کہ وا درِ قیدِ محن ہے آج

"منقبت امام حسین علیہ السلام"

زاہد کو دُھن ہے خلد کی جاگیر چاہیے
ہم کو تو صرف روضۂ شبیرؑ چاہیے

دونوں جہاں کے درد کو خاکِ شفا ملی
آبِ حیات مجھ کو نہ اکسیر چاہیے

واعظ کی "لَن تَرَانی" سے کیا واسطہ ہمیں
ہو مدحِ آلؑ جس میں وہ تقریر چاہیے

خالق نے کی عطا علیؑ اکبر کی شکل میں
دیکھا جو شہؑ کو ناناؐ کی تصویر چاہیے

گر چاہتے ہو آتشِ دوزخ حرام ہو
دل میں ولائے حضرتِ شبیرؑ چاہیے

حرؓ کا مقام ختم ہے بس حرؓ کی ذات پر
کیسے کہوں کہ حرؓ کی سی تقدیر چاہئے

مظلومِ کربلا سے عقیدت بڑھائے جا
تجھ کو اگر عقیدے کی تعمیر چاہئے

اللہ اس حقیر مبصّر پہ ہو کرم
عفوِ گناہ، نفس کی تسخیر چاہئے

"منقبت جانِ نبیؐ و فاطمہؓ"

آئے شبیر روشن جہاں ہو گیا
رشکِ فردوس ہر گلستاں ہو گیا

ہر بلا کے لئے حرزِ جاں ہو گیا
"نامِ شبیرؓ وردِ زباں ہو گیا "

جشنِ میلادِ جانِ نبیؐ ہے بپا
جوشِ بحرِ ولا بے کراں ہو گیا

اب مکمل ہے گلِ دستۂ پنجتن
باغِ دیں میں وہ گل ضو فشاں ہو گیا

گلشنِ دیں میں اب وہ بہار آگئی
زعمِ باطل خزاں در خزاں ہو گیا

مرحبا تیری چشمِ کرم مرحبا
چرخِ نا مہرباں، مہرباں ہوگیا

شانِ کاشانۂ فاطمہؑ دیکھیے
کیسا زیارت گہِ قدسیاں ہو گیا

لب پہ فطرس کے ہے "مولاؑ آنا ترا
باعثِ بخششِ عاصیاں ہو گیا"

سب قیام و رکوع و سجود ان سے ہیں
شیخ ان سے ہی تو سرگراں ہوگیا

چل کے رہیئے مبصرؔ اسی در پہ اب
خاتمہ رحمتوں کا جہاں ہو گیا

"حضرت امام حسین علیہ السلام"

مدح سرائی ان کی ہے مقصد حیات کا
مالک بنایا حق نے جنہیں کائنات کا

نانا" نواسے" ایک ہیں کہتی ہے منقبت
پھر منقبت ہو ایسے مزا آئے نعت کا

جاں دے کے جاوداں ہوئے اصحابِ شاہِ دیں
مفہوم جانتے تھے حیات و ممات کا

ظاہر ہر ایک بات سے قدرت خدا کی ہے
شبیرؑ آئینہ ہے خدا کی صفات کا

کر سکتا ہے احاطہ کوئی کس کی کیا مجال
انصارِ با وقار کے پائے ثبات کا

پہنچوں میں کیسے اصغرؑ بے شیر تم تلک
حسرت سے کہہ رہا تھا یہ پانی فرات کا

کر کے ظلم آلِ محمدؐ پہ اے یزید
اعلان کر رہا تھا تو خود اپنی مات کا

فضلِ خدا ہے تم نے مبقر جو مدح کی
بس ہو زباں پہ شکر اسی پاک ذات کا

"حاصلِ فکر"

خدا گواہ مری فکر کا یہ حاصل ہے
تمہاری ذاتِ گرامی ہی دین کا دل ہے

تمہارے عشق و محبت کا جو بھی قائل ہے
وہی ہے مومنِ کامل اسی کا دل، دل ہے

جو تجھ سے ہٹ کے کرے کوئی راہِ حق کو تلاش
حقیقتاً رہِ حق سے بشر وہ غافل ہے

برائے مدحتِ شبیرؑ بس یہ کافی ہے
حسینؑ کشتیِ دینِ خدا کا ساحل ہے

تھے اختیار میں کون و مکاں پہ صبر کیا
شہیدِ کرب و بلا بس تری یہ منزل ہے

ہو نزع، قبر ہو، برزخ ہو، حشر ہو کہ صراط
تمہارے نام سے آساں ہر ایک مشکل ہے

خلوص و صدق و صفا و وفا سے خالی ہے
حسینؑ جس میں نہیں سنگ ہے وہ کب دل ہے

ہے جن کے نام سے روشن چراغِ آزادی
نہ طوق ان کی نظر میں نہ کچھ سلاسل ہے

کبھی رہوں گا نہ یادِ حسین سے غافل
مرے خمیر میں گِل کربلا کی شامل ہے

قسم خدا کی مبصِّر ہی یہ بتائیں گے
اسی کا عشق ہے کامل جو ان پہ مائل ہے

"سامانِ تسکین"

ضو فشاں ایثار کا مہرِ درخشاں ہو گیا
یا گُلِ صدق و صفا زیبِ گلستاں ہو گیا

آئے شبیرؑ اب بقائے دیں کا ساماں ہو گیا
اور شیطاں مبتلائے یاس و حرماں ہو گیا

حد سے زیادہ آج ہم پر حق مہرباں ہو گیا
آئے محفل میں جونہی بخشش کا ساماں ہو گیا

جو یہاں شبیرؑ کا دل سے ثناء خواں ہو گیا
خلد میں خاتونِ جنت کا وہ مہماں ہو گیا

یہ شہیدِؑ کربلا کے نقشِ پا کا فیض ہے
جینا ہر مظلوم کا دنیا میں آساں ہو گیا

دو جہاں کی فکر سے آزاد ہے وہ مثلِ حرؑ
جو گرفتارِ غمِ شاہِ شہیداں ہو گیا

انبیاءؑ کے واسطے بھی جو رہا دشتِ بلا
خون سے تیرے وہ رشکِ باغِ رضواں ہو گیا

مل گیا سب خاک میں افواجِ باطل کا غرور
نہر پر قابض وہ جانِ شاہِ مرداں ہو گیا

بحرِ ہستی پر ہے اُس کی حکمرانی بے گماں
جو سفینہ راہِ حق میں نذرِ طوفاں ہو گیا

کربلا میں کیا بجھی وہ تیری شمعِ زندگی
تا ابد روشن چراغِ بزمِ ایماں ہو گیا

جب کسی غم نے مبصّرؔ کو ستایا بھول کر
کربلا یاد آ گئی تسکیں کا ساماں ہو گیا

"منقبت امام حسین علیہ السلام"

جس کو مقصود ہے شبیرؑ کی مدحت کرنا
اس کو لازم ہے تمنائے شہادت کرنا

الفتِ آلؑ کا دعویٰ ہے جسے بھی، اس پر
فرض ہے آلؑ کے اعداء پہ بھی لعنت کرنا

شیخ طاعت کے لئے پہلے ہے تجھ پر لازم
غمِ شبیرؑ کے اشکوں سے طہارت کرنا

ایک معصومؑ سے بیعت کا سوال ایسا ہے
جیسے اللہ سے شیطاں کا بغاوت کرنا

جب مسلّم ہے کہ ہیں بولتا قرآں شبیرؑ
ذکرِ شبیرؑ ہے قرآں کی تلاوت کرنا

الفتِ شہؑ میں چلا ہوں میں لٹانے دل وجاں
جذبِ دل، جانِ حزیں، میری رفاقت کرنا

چھوڑنا ماتمِ شبیرؑ بڑی بدعت ہے
شہؑ کے غم خوار تو، ہرگز نہ یہ بدعت کرنا

ہو ضرورت تو تہہِ تیغ بھی سجدے ہوں ادا
کتنا دشوار ہے دنیا کی امامت کرنا

ہو نہ خفت مجھے دشمن سے تمہارے مولاؑ
حشر میں اپنے مبصّر کی شفاعت کرنا

"منقبت"

وہ زندہ ہیں رہِ حق میں گذر جاتے ہیں جو جاں سے
نہیں دعویٰ یہ میرا پوچھ لو خود جا کے قرآں سے

غلط ہے ادّعائے مدحتِ شہؑ گر کسی کو ہو
ثنا کرتا ہے جو بھی کرتا ہے توفیقِ یزداں سے

مبارک ہر خوشی ہو غیر کو ہم نے تو اے ہمدم
حیاتِ جاوداں پائی غمِ شاہِ شہیداں سے

غمِ مظلوم میں خونِ جگر آنکھوں سے بہتا ہے
مِلائے آنکھ کیا دنیا میری چشمِ دُر افشاں سے

کہاں یوسفؑ، کہاں حسنِ شبیہِؑ احمدِؐ مرسل
تقابل ماہ کا کیا ہو بھلا مہرِ درخشاں سے

فقط دنیا کی شادابی نہیں ہے منحصر اس پر
ہے فردوسِ بریں شاداب زہراؑ کے گلستاں سے

حسینی بن کے اٹھو اور یزیدیت سے ٹکراؤ
تقاضا کر رہی ہے کربلا ہر اک مسلماں سے

بس اے طاغوت حزب اللہ سے تو دور ہی رہنا
ملی ہے اس کو طاقت کربلا والوں کے ایماں سے

ہیں ان کی ناخدائی پر نبیؐ نازاں خدا نازاں
بچایا کشتیِ اسلام کو مولاؑ نے طوفاں سے

میں ہوں مشتاق تیرا اے عزادارِ شہِؑ والا
صدا رہ رہ کے آتی ہے مجھے یہ باغِ رضواں سے

مشامِ شوق ہوتی ہے معطر اہلِ ایماں کی
وہ جب بھی سنتے ہیں مدحت مبصّر سے گل افشاں سے

"حضرت امام حسینؑ"

ابرِ بہار گلشنِ زہراؑ پہ چھا گیا
اک پھول ہے جو جانِ گلستاں کھلا گیا

لب پر صباء کے مژدہء دلکش ہے اک یہی
تھا انتظار جس کا نبیؐ کو وہ آگیا

گلدستہ پنجتن کا مکمل ہوا ہے آج
جس کی ضیاء سے سارا جہاں جگمگا گیا

کشتی ہوئی شکستہ تو میں نے کہا حسینؑ
طوفان کو یہ نام ہی ساحل بنا گیا

تھا انبیاؑء کے واسطے بھی وجہ ابتلا
اُس دشتِ کربلا کو وہ جنت بنا گیا

عزمِ صمیم ہو تو بدلتی ہے رخ ہوا
رخ موڑنا ہوا کا جہاں کو سکھا گیا

ہیں نقشِ پا چراغِ رہِ حق حسینؑ کے
اللہ تک پہنچنے کا رستہ بنا گیا

جس کو نہ چھو سکیں گے کبھی بھی فنا کے ہاتھ
شبیرؑ اس زمیں پہ وہ بستی بسا گیا

جب بھی ہوا ہے ظلم مبصر کہیں تو بس
فوراً مراخیال سوئے کربلا گیا

"کربلا"

فاطمہؑ کے لال نے جب سے بسائی کربلا
ابرِ رحمت بن کے دنیا پر ہے چھائی کربلا

ہر نبیؑ نے کھائی ٹھوکر کیا عجب وحشت تھی یاں
منزلِ امن و اماں شہؑ نے بنائی کربلا

دیتے ہیں ہفت آسماں تجھ کو سلامی صبح و شام
کتنی عظمت خونِ شہؑ سے تو نے پائی کربلا

مل گئے اس کو نبیؑ اور آل بھی قرآن بھی
رب بھی اس کو مل گیا جس نے بھی پائی کربلا

تو نے للکارا ہمیشہ ہر یزیدِ وقت کو
قوتِ باطل کو کب خاطر میں لائی کربلا

ہر عقیدت مند کا تیری طرف کھنچتا ہے دل
شہؑ نے کچھ ایسی تری عظمت بڑھائی کربلا

چھوڑ کر دنیا کو حرؑ دیں کا فدائی بن گیا
گمرہوں کی کرتی ہے یوں رہنمائی کربلا

نقش پیغامِ حسینی ہو گیا ہر قلب پر
اس طرح دنیا کو زینبؑ نے سکھائی کربلا

ہر غمِ دنیا بدلتی ہے غمِ شبیرؑ سے
کرتی ہے انساں کی یوں مشکل کشائی کربلا

شرم سے جھکتا ہے سر انسان کا سنتا ہے جب
تھی اسیر و بے ردا زہراؑ کی جائی کربلا

بے کفن لاشِ اخی پر بین یہ زینبؑ کے تھے
جا رہی ہوں چھوڑ کر ماں کی کمائی کربلا

بھائی بھائی کہہ کے زینبؑ قبرِ شہؑ پر گر پڑیں
پہنچے جب اہلِ حرم پا کر رہائی کربلا

کتنی درد انگیز ہے یہ داستانِ خوں چکاں
خون آنکھوں سے بہا جب یاد آئی کربلا

اے مبصرؔ اس کو دنیا ہی میں جنت مل گئی
فضلِ حق سے جس کے بھی دل میں سمائی کربلا

"منقبتِ امامِ حسینؑ و بی بی زینبؑ"

دل میں شبیرؑ کو جس نے بھی بسایا ہوگا
اسکو پھر باطل و طاغوت کا ڈر کیا ہوگا

غم و آلام کی کیا دھوپ ستائے گی اسے
جس کے سر پر علمِ غازیؑ کا سایہ ہوگا

قاتلِ شاہ کو کہتا ہے غزالی ! مسلم
ساتھ اس کے ترا دوزخ میں ٹھکانہ ہوگا

کتنا ہی ظلم ہو حق بات ہے زینبؑ کا شعار
ہے کٹھن راہ مگر اس پہ تو چلنا ہوگا

جو بھی کہتا ہے کہ ہوں ان کا میں ادنیٰ سا غلام
کم سے کم محفل و مجلس میں تو آتا ہوگا

ہم نشیں کیسی ہے یہ خاکِ شفا کی خوشبو
لگتا ہے ہو کے ابھی کربلا آیا ہوگا

کام وہ کر گئے جو ہو نہ سکا نبیوںؑ سے
حشر تک زینبؑ و شبیرؑ کا چرچہ ہوگا

ہوگا محشر تو بڑی عید برائے مومن
چودہ معصوموں کا یکجا وہاں جلوہ ہوگا

چشمِ زائر کی زیارت یوں کیا کرتا ہوں
روضۂ شاہؑ کا عکس اس میں سمایا ہوگا

جس کو دنیا لگے اچھی تو مبصرؔ سمجھو
اس نے دنیا کی حقیقت کو نہ سمجھا ہوگا

"طرحی منقبت"
"بی بی زینب سلام اللہ علیہا"

الٰہی کتنا ہے اعلیٰ مقام زینبؑ کا
"قصیدہ پڑھتے ہیں بارہ امامؑ زینبؑ کا"

خدا کی شان ہے یہ احتشام زینبؑ کا
رسولؐ نے بھی کیا احترام زینبؑ کا

بقائے دیں کی ضمانت ہے کربلا بے شک
بقائے کرب و بلا پہ ہے کام زینبؑ کا

علیؑ کے خطبوں سے ظاہر ہے لہجۂ قرآں
ہے ہو بہو وہی طرزِ کلام زینبؑ کا

جھجک نہ ہو ذرا ظالم سے بات کرنے میں
ہے حشر تک یہی سب کو پیام زینبؑ کا

ہر اک یزید لرزتا ہے اب بھی سن سن کر
وہ خطبہ تھا سرِ دربارِ عام زینبؑ کا

ہر اک عمل میں بنیں اپنے باپ کی زینت
ہر ایک کام علیؑ کا ہے کام زینبؑ کا

تڑپ کے پیٹ لیا سَر کو اور سینے کو
حبیبؑ کو جونہی پہنچا سلام زینبؑ کا

عزائے شہؑ کی بنا اور گھر میں قاتل کے
ہے حکمتوں سے بھرا انتقام زینبؑ کا

لحد میں بھی یہ نکیرین سے میں کہہ دونگا
نہ چھیڑنا مجھے میں ہوں غلام زینبؑ کا

ٹھہرتی سامنے میرے کہاں کوئی مشکل
مری زباں پہ مبصر ہے نام زینبؑ کا

"طرحی منقبت"
"بی بی زینب سلام اللہ علیہا"

اے دل ذرا تو ٹھہر ادب کا مقام ہے
مقصود مدحِ زینبؑ ذی احترام ہے

ہے تذکرہ نہ خاص کا نے ذکرِ عام ہے
میری زباں کو مدحتِ زینبؑ سے کام ہے

تسبیح پڑھ رہا ہوں میں زینبؑ کے نام کی
بس اک یہی وظیفہ مرا صبح و شام ہے

کہنے کو تم نبی ہو، نہ بی بیؑ امام ہو
پر کام تیرا کارِ نبی و امام ہے

للکارا ہے یزید سے ظالم کو، مرحبا
ہر سمت گو کہ ظلم کا اک اژدہام ہے

تیغِ زباں سے ظلم کا پردہ کیا ہے چاک
بی بیؑ تمہارے خطبوں کو میرا سلام ہے

ہر ہر قدم پہ باپؑ کا روشن کیا ہے نام
"زینبؑ ابوترابؑ کی زینت کا نام ہے"

آغوشِ فاطمہؑ کا یہ اعجاز کم ہے کیا
جو بچّہ ہے محافظِ دیں لا کلام ہے

تبلیغ کربلا سے بقا دین کو ملی
زینبؑ خدا کے دیں کی ضرورت کا نام ہے

امت نے قدر آپؑ کی جانی نہ الحذر
دربارِ عام ہے کبھی زندانِ شام ہے

دشمن نے آخر آپؑ کو بھی کر دیا شہید
کیسا یہ ظلم و جور ہے کیا انتقام ہے

انعامِ مدح، ساقیؑ کوثر سے کیوں نہ لوں
بیٹی کا مرتضیٰؑ کی مبصرؔ غلام ہے

"نذرانۂ عقیدت بحضور جنابِ زینب علیہا السلام"

رہبرِ قافلۂ صبر و رضا ہیں زینبؑ
مثلِ شہ دیں کی محافظ بخدا ہیں زینبؑ

ثانیِ بنتِ رسولؐ دو سرا ہیں زینبؑ
بے گماں مریمؑ و سارہؑ سے سوا ہیں زینبؑ

جانا حسنینؑ نے ماں کی جگہ ان کو ہر دم
بس امامت ہی سمجھتی ہے کہ کیا ہیں زینبؑ

زینؔ اب بن کے رہیں نام کی یوں لاج رکھی
مثلِ حیدرؑ سپرِ دینِ خدا ہیں زینبؑ

لائیں خاطر میں بھلا کیسے کسی مشکل کو
"حاملِ حوصلۂ شیرِ خدا ہیں زینبؑ"

ابتدا حیدرؑ و زہراؑ سے ہوئی تھی جس کی
بزمِ باطل میں وہی حق کی صدا ہیں زینبؑ

صبحِ محشر ہو بپا شام میں گر یہ چاہیں
پر ہیں خاموش کہ راضی بہ رضا ہیں زینبؑ

سنتِ جد کو چلاتی ہیں بصد شانِ کرم
دشمنوں کے لئے مصروفِ دعا ہیں زینبؑ

وارثِ چادرِ تطہیر نہ سمجھی امت
ہے عجب ظلم کہ محرومِ ردا ہیں زینبؑ

دو ہی بچے تھے فدا کر دیئے دونوں حق پر
مصدر و معدنِ ایثار و وفا ہیں زینبؑ

مانگ لے مانگنا جو بھی ہے مقدّر ان سے
قلزمِ جود و سخا، بحرِ عطا ہیں زینبؑ

"منقبت بی بی زینب سلام اللہ علیہا"

مدینہ آج پھر جنت نُما ہے
یہ جلوہ کس کا ہے کس کی ضیا ہے

صدا ہر سُو سمک سے تا سما ہے
ظہورِ ضامنِ دینِ خدا ہے

لبوں پہ بنتِ زہراؑ کی ثنا ہے
وظیفہ اک یہی صبح و مسا ہے

حیاتِ نو یہی بخشیں گی دیں کو
یہ بی بی دینِ حق کا مدّعا ہے

سوئے منزل رواں پھر قافلہ ہے
کہ کردار آپؐ کا بانگِ درا ہے

جلایا خرمنِ باطل کو یکسر
ترا خطبہ ہے یا قہرِ خدا ہے

مرا دم نکلے یا رب ان کے در پہ
ہمہ دم میرے لب پہ یہ دعا ہے

ذرا لا کے تو دیکھو اُن کے در پہ
ہوا کیا گر مریضِ لا دوا ہے

زیارت کو دوبارہ جا نہ پایا
مجھے قسمت سے اپنی یہ گِلہ ہے

وہ دیکھو شیخ خالی ہاتھ آیا
مجھے جنت کا پروانہ ملا ہے

فدک کو چھین کر شیخین تم نے
درِ دوزخ کو خود پہ وا کیا ہے

خدا کو ناز ہے ان کی وفا پر
گھر ان کا ناز بردارِ خدا ہے

مبقّر صرف خادم ہے انہی کا
ہے جیسا بھی برا ہے یا بھلا ہے

"حضرتِ زینبؑ"

خاتمِ دین کی ہیں نگیں زینبؑ
رحمتِ رب العالمیں زینبؑ

بے گماں دیں پناہ ہیں شبیرؑ
دیں پناہی میں کم نہیں زینبؑ

مقصدِ کربلا کو عام کیا
ناشرِ دیں ہیں بالیقیں زینبؑ

ان کے خطبے سے ہل گیا دربار
ہیں جو زہراؑ کی جانشیں زینبؑ

مجلسوں سے رہے گا دیں باقی
یوں بنا ان کی رکھ گئیں زینبؑ

بیکسوں کی ہیں قافلہ سالار
گو کہ ہیں بے کس و حزیں زینبؑ

ڈھارس ان سے ہی تھی امامت کو
حامیء زین العابدینؑ زینبؑ

پہلے پردہ دیا تھا دیں کے لئے
بن گئیں پھر شہیدِ دیں زینبؑ

کہیں آئیں نظر حسینؑ نما
کہیں عباسؑ بن گئیں زینبؑ

کیا مبصرؔ کروں کسی سے سوال
میرا دامن تو بھر گئیں زینبؑ

"زینبؑ و شبیرؑ"

بھول کر دیکھے تو دنیا زینبؑ و شبیرؑ کو
آتا ہے دل میں سمانا زینبؑ و شبیرؑ کو

دیں کی بگڑی ہے بنانا زینبؑ و شبیرؑ کو
حق و باطل ہے بتانا زینبؑ و شبیرؑ کو

لاج رکھیں گی یہ ماں کی، وہ اب وجد کا بھرم
امتحاں سے ہے گذرنا زینبؑ و شبیرؑ کو

راہِ حق میں دیں گی یہ چادر، کٹائیں گے وہ سر
کتنا ہے اسلام پیارا زینبؑ و شبیرؑ کو

کربلا تا شام ہی کیا حشر تک ہر دور میں
ہے پیامِ حق سنانا زینبؑ و شبیرؑ کو

پاس ہے گر کچھ بھی دیں کا اور شرافت کی رمق
اے مسلماں یاد رکھنا زینبؑ و شبیرؑ کو

ظلم پر آمادہ ہوتا ہے جہاں کوئی یزید
ہے مقابل اپنے پاتا زینبؑ و شبیرؑ کو

دے کے پیغامِ وفا ہر دور کے انسان کو
آدمیت ہے سکھاتا زینبؑ و شبیرؑ کو

مشکلوں پر اک عجب سا خوف طاری ہو گیا
جب مبصرؔ نے پکارا زینبؑ و شبیرؑ کو

"حضرت عباس علمدار علیہ السلام"

کی ثناء لے کے جونہی ایزدِ غفار کا نام
ہو گیا خود ہی رقم دل پہ علمدارؑ کا نام

معجزہ ہی ہے خدایا ترے شہ کار کا نام
"سینۂ آب پہ لکھا ہے وفا دار کا نام"

نقش ہر جام پہ میخانۂ توحید کے ہو
کاش اے دلبرِ حیدرؑ ترے میخوار کا نام

کیا سمجھ پائے گا وہ معنیٰ و معیارِ وفا
جانتا ہو نہ جو عباسؑ وفادار کا نام

رفعتِ عرش ملے جس کے علم کو حق سے
ہوگا کس اوج پہ پھر ایسے علمدارؑ کا نام

ہو گئے حق پہ فدا دیں کا بڑا کام کیا
ہو گیا اور بڑا حیدرِؑ کرّار کا نام

غم ملا جب سے ترے دستِ بُریدہ کا ہمیں
کم ہی یاد آیا ہمیں جعفرِؑ طیار کا نام

حشر میں بھی مری پہچان یہ ہوگی واعظ
داغِ ماتم سے عیاں ہوگا عزادار کا نام

مولاؑ اتنے بڑے خاطی پہ یہ الطاف و کرم
ہے غلاموں میں لکھا مجھ سے خطا کار کا نام

جامِ کوثر نے لئے بڑھ کے لبوں کے بوسے
جب بھی نکلا مرے منہ سے مرے سرکارؑ کا نام

کیا مجال آئے میسّر کوئی غم پاس مرے
ہے زباں پر میری عباسؑ سے غم خوار کا نام

"منقبت در شانِ سرکارِ وفاؑ"

وفا کی شمع لہو سے جلا گئے عباسؑ
سُراغِ منزلِ مقصود پا گئے عباسؑ

رہے گا تا بہ قیامت بلند پرچمِ حق
کچھ ایسی شان علم کی بڑھا گئے عباسؑ

جوان کے ہاتھوں کی اسلام کو ضرورت تھی
عجیب شان سے شانے کٹا گئے عباسؑ

زمیں پہ کیا گرے بے دست ہو کے گھوڑے سے
جہانِ ظلم کے ایوان ڈھا گئے عباسؑ

کہا جو بھائی کو آقاؑ تو اس سے ہم سمجھے
ہمیں مقامِ امامت بتا گئے عباسؑ

نظر جہاں بھی گئی بس وہی نظر آئے
کچھ اس طرح مرے دل میں سما گئے عباسؑ

سکینہؑ بچوں سے کہتیں وہ پانی لائے چچا
بھری وہ مشک وہ آئے وہ آ گئے عباسؑ

وفا کے نور سے ہے آسمانِ دیں روشن
کہ چار چاند وفا کو لگا گئے عباسؑ

پہنچ تو پایا نہ پانی سکینہؑ بی بی تک
پر اس سے تشنگی دیں کی بجھا گئے عباسؑ

مداوا میرے ہر اک غم کا نامِ نامی ہے
ستایا جب کسی غم نے بچا گئے عباسؑ

وفا کی بھیک دے اے شہریارِ ملکِ وفا
ترے فقیر ترے در پہ آ گئے عباسؑ

خدا کے فضل سے اے کاش ہم کو مل جائے
لبِ فرات جو جنت بنا گئے عباسؑ

حیات نام ہے مولاؑ پہ جان دینے کا
یہ راز ہم کو مفسّرؑ بتا گئے عباسؑ

"جنابِ سرکارِ وفاؑ"

سوچتا ہوں کہ لکھوں کیا میں ثنائے عباسؑ
کام آساں ہو جو شامل ہو رضائے عباسؑ

لب وہی لب ہیں کے جن پر ہو ثنائے عباسؑ
دل وہی دل ہے کہ جس دل میں سمائے عباسؑ

جلوہ گر آج ہوا ہے بنی ہاشمؑ کا قمرؑ
چار سو دنیا میں پھیلی ہے ضیائے عباسؑ

باغِ اسلام مہک اٹھا وفا کی بُو سے
تم نے گُل ہائے وفا ایسے کھلائے عباسؑ

جب بیاں کر سکا کوئی نہ وفائے انصار
کیسے ہو سکتی ہے توصیفِ وفائے عباسؑ

تم نے اسلام کے پرچم کو کیا تھا اونچا
یہ بتانے کو علم ہم نے اٹھائے عباسؑ

کہتے تھے ہاتھ کٹے اب یہ بڑی مشکل ہے
کس طرح تیروں سے مشکیزہ بچائے عباسؑ

شاہی جچتی ہی نہیں اس کی نگاہوں میں کوئی
بادشاہوں سے سوا ہے یہ گدائے عباسؑ

جو بھی مانگا ہے مبشّر ملا ان کے در سے
منقبت بھی جو لکھی ہے یہ عطائے عباسؑ

"سقائے اہلِ حرم"

محمدؐ کی ثنا ہو، منقبت ہو آلِ اطہر کی
یہی رفعت یہی معراج ہے ہر اک سخنور کی

کہاں میں اور کہاں مدحت خداوالوں کے اس گھر کی
انہی کے در کے صدقے میں عطا ہے ربِّ اکبر کی

اُسی نے پائی عزت خدمتِ آلِ پیمبرؐ کی
کہ جس نے دل سے کی تقلید فضہؑ اور قنبرؓ کی

مجھے مل جائے یارب خاکِ پا شبیرؑ و شبرؑ کی
وہی سرمہ بنی جو چشمِ سلمانؓ و ابوذرؓ کی

کہاں مجھ میں سکت ہے مدحِ عباسؑ دلاور کی
مدد ہو یا علیؑ کرنا ہے مدحت تیرے دلبر کی

جہاں کو قدر ہوگی جب ہمارے دیدۂ تر کی
لگے گی حشر میں قیمت مرے اِک ایک گوہر کی

نہ تڑپے کیوں مری فرقت میں ہر اک موج کوثر کی
مرے دل میں محبت موجزن ہے جانِ حیدرؑ کی

مئے حبِّ شہیدانِ وفا سے کام ہے ہم کو
ضرورت کیا ہمیں ساقی ترے مینا و ساغر کی

بلائیں لے کہ زینبؑ نے کہا بادیدۂ پُرنم
مبارک ہو علمداری برادر پیاسے لشکر کی

کیا شیرِ خدا کے شیر نے حملہ زمیں کانپی
فلک لرزا، ہوئی جبریلؑ کو پھر فکر شبرؑ کی

نگاہِ غیظ سے دیکھا جدھر اک حشر برپا تھا
دہائی دے رہا تھا ہر لعیں گھبرا کے سروڑ کی

اگر وہ جنگ کرتے تو خدا ہی جانے کیا ہوتا
فقط اک مشک بھرنے میں ہوئی حالت یہ لشکر کی

کیا دریا پہ قبضہ اور لگایا منہ نہ پانی کو
پدر کی بات رکھ لی لاج رکھ لی شیرِ مادر کی

بُھلا کر پیاس شہؑ کی تشنگی اپنی بجھا لیتے
بھلا کیسے گنوا دیتے ریاضت زندگی بھر کی

کرم ہے ان کا ہر موجِ بلا ساحل ہے کشتی کو
ہے حاجت نا خدا ہم کو نہ ساحل کی نہ لنگر کی

غنی ہے دل مرا عباسؑ کی چشمِ عنایت سے
زمانہ کر سکے کیا ہمسری مجھ سے تونگر کی

وہاں بھی سر پہ سایہ رایتِ عباسؑ کا ہوگا
نہیں کچھ فکر ہم کو گرمئ خورشیدِ محشر کی

چچا کے سر کی جانب دیکھتی کس یاس و حسرت سے
سکینہؑ سیلیاں کھاتی تھی جب شمرِ ستمگر سے

درِ عباسؑ پر عزت ملی ہے جو مبصّر کو
کہاں یہ آبرو دنیا میں دارا و سکندر کی

"حضرت عباس باب الحوائجؑ"

اے خوشا اب ہم سوئے منزل چلے
ہاتھ میں لے کر چراغِ دل چلے

منزلِ مدحت ہمیں جونہی ملی
سب کنول دل کے ہمارے کھل چلے

دہر میں کیا آمدِ عباسؑ ہے
باغ ایثار و وفا کے کھل چلے

ساقیا یہ بزم ہے عباسؑ کی
خُم وفا کا بس سَرِ محفل چلے

پاگئے باب الحوائجؑ سے مُراد
حاجتیں لے کر جونہی سائل چلے

پرچمِ عباسؑ کے سائے میں ہیں
ہم پہ بس کیا تیرا اے باطل چلے

جستجو میں تھے وفا کے قافلے
مِل گیا جب رہبرِ کامل چلے

آئے یوں عباسؑ فوجِ شام میں
ابر میں جیسے مہِ کامل چلے

نام نامی جب لیا عباسؑ کا
جانبِ کشتی وہیں ساحل چلے

اے مبصرؔ چھوڑ کر راہِ وفا
جو چلے دراصل لاحاصل چلے

"علمِ علمدارِ حسین علیہ السلام"

رحمتِ حق سے نبیؐ اُس کا جو پاتا ہے علم
شوکتِ دیں ساری دنیا کو دکھاتا ہے علم

ہے عطائے حق تو اوج اس کا بیاں کیا ہو سکے
آسماں کو بھی کہاں خاطر میں لاتا ہے علم

کب کسی بھی ایسے ویسے سے یہ اٹھتا ہے بھلا
بس عزادارِ شہؑ دیں ہی اٹھاتا ہے علم

ہم غلامانِ علیؑ اور گرمیِ محشر کا خوف
دیکھیں اپنے سائے میں ہم کو بلاتا ہے علم

جعفرؑ و حیدرؑ ہوں یا پھر حضرتِ عباسؑ ہوں
اِن کے ہاتھوں ہی میں شان اپنی دکھاتا ہے علم

غیر کے ہاتھوں میں آتا ہے تو خیبر ہے گواہ
اُس کا سر شرمندہ کر کر کے جھکاتا ہے علم

اس کا لہرانا ، لچکنا اور پنجے کی چمک
یاد فوجِ شاہؑ کی ہم کو دِلاتا ہے علم

کیا ہے تریاق اور اکسیر اور یہ آبِ حیات
حکم سے عباسؑ کے مُردے جلاتا ہے علم

ہے عیاں اس سے جلالت آج بھی عباسؑ کی
دشمنانِ دینِ حق کے دل ہلاتا ہے علم

پنجتنؑ کا نور پنجے کی چمک سے ہے عیاں
ہیں منوّر دو جہاں یوں جگمگاتا ہے علم

اس کے پٹکے کی ہوا خاکِ شفا سے کم نہیں
موت کے ہاتھوں سے بھی اکثر چھڑاتا ہے علم

خونِ عباسِ علیؑ میں ڈوب کر ابھرا ہے یہ
اپنے خوں میں ڈوب کر اُبھرو سکھاتا ہے علم

وہ شہادت وہ اسیری، شام و کوفہ کا سفر
داستانِ غم زمانے کو سناتا ہے علم

شاہؑ کے اہلِ حرم کی چادریں چھینی گئیں
اس الم میں اب تلک روتا رسولؐ اللہ ہے علم

اے مبصر کوئی مشکل جب ہراساں کرتی ہے
حوصلہ انساں کا مشکل میں بڑھاتا ہے علم

"منقبت شہزادہ علی اکبرؑ ہمشکلِ پیمبرؐ"

لب کھولتا ہوں میں علیؑ اکبر کی شان میں
اللہ حُسن دے مرے طرزِ بیان میں

ہمشکلِ مصطفیٰؐ ہیں یہ، پر مصطفیٰؐ نبی
کچھ اور فرق کب ہے کوئی درمیان میں

یہ حُسن میں شبیہِ پیمبرؐ تھے سر بسر
ان سا نہ کوئی ہو سکا پھر اس جہان میں

صدقے میں شاہ زادے کے امداد یا حسینؑ
پیدا ہوں کچھ تو خوبیاں اس مدح خوان میں

جو پھول کھل رہا ہے نبیؐ کے چمن میں آج
اس کی مثال کب ہے کسی بوستان میں

اکبرؑ سا چاند اُترا ہے گھر میں بتولؑ کے
ایسا کہاں ہے چاند کوئی آسمان میں

پھولی کہاں سماتی تھیں اکبرؑ کو دیکھ کر
زینبؑ قصیدہ پڑھتی تھیں اکبرؑ کی شان میں

ہمت پہ ناز شاہؑ کی خیبر شکن کو ہے
خیبر سے زیادہ وزن ہے لاشِ جوان میں

لیلیٰؑ کے لب پہ بس یہ دعا کربلا میں تھی
اللہ میرے لال کو رکھے امان میں

صغریٰؑ یہ بولیں نانی مرا بھائی آ گیا
اکبرؑ کا لحن ہے یہ صدائے اذان میں

دنیا میں ایسا المیہ کب رونما ہوا
سارے ہی غم نہاں ہیں اس اک داستان میں

اکبرؑ کی مدح کی یہ عطا پنجتنؑ کی تھی
طاقت کہاں تھی ورنہ مبصّر زبان میں

"علی اکبرؑ ہیں"

عشق کے قافلہ سالار علی اکبرؑ ہیں
حُسن کا مطلعِ انوار علی اکبرؑ ہیں

خوب رو اور خوش اطوار علی اکبرؑ ہیں
صورتِ احمدؐ مختار علی اکبرؑ ہیں

نورِ چشمِ شہِؑ ابرار علی اکبرؑ ہیں
بانوئے شاہؑ کے دلدار علی اکبرؑ ہیں

جب انہیں خالقِ اکبر نے بنایا اکبرؑ
ہر بڑائی کے سزاوار علی اکبرؑ ہیں

حکمت و معرفت و علم سب ان کی میراث
بالیقیں محرمِ اسرار علیؑ اکبر ہیں

عصرِ حاضر کے یزیدو نہ اٹھانا سَر کو
آج بھی بر سرِ پیکار علی اکبرؑ ہیں

تیغ میں ان کی بھی ہیں تیغ علیؑ کے جوہر
وارثِ حیدرِؑ کرّار علی اکبرؑ ہیں

چشم وابرو کی ہی حرکت سے ہے لرزاں باطل
بندۂ ایزدِ قہار علی اکبرؑ ہیں

حشر میں مجھ پہ بھی وہ چشمِ کرم ہوگی ضرور
پیکرِ رحمتِ غفار علی اکبرؑ ہیں

جاں نثاری کا سبق ان سے مبصرؔ سیکھو
رہبرِ منزلِ ایثار علیؑ اکبر ہیں

''حضرتِ علی اکبرؑ''

صحرا کو باغ باغ کو جنت بنا گئے
جب وہ تخیلات کی دنیا میں آگئے

حسنِ تصورات ترے ہی وسیلہ سے
جب بھی بلانا چاہا تصور میں آگئے

حسن و جمال و سیرت و صورت بھی ہو بہ ہو
اکبرؑ نہیں رسولؐ زمانے میں آگئے

دیں کو جوان رکھنے کے ضامن یہی تو ہیں
دے کر جوانی دین کو سوئے خدا گئے

منبر ملا خدا و نبیؐ اور امامؑ بھی
محفل میں ان کی آئے تو کیا کیا نہ پا گئے

کیسی بھی آندھیوں کے بجھائے نہ بجھ سکے
شبیرؑ شمع خون سے ایسی جلا گئے

ہوگا کوئی کہ ہوگا جسے دعوۂ ثنا
ہم نے تو لکھ لیا وہی جو وہ لکھا گئے

ہر درس ان کے گھر سے میسر ملا ہمیں
رستہ ہمیں یہ احمدؐ مرسل بتا گئے

"منقبت دربارگاہِ شہزادہ علی اصغر علیہ السلام"

جہاں والوں پہ جب بھی وقتِ دار و گیر آیا ہے
تو کام ان کے ہمیشہ اسوۂ شبیرؑ آیا ہے

علیؑ کے گھر میں پھر اک صاحبِ توقیر آیا ہے
لئے مٹھی میں اپنی دین کی تقدیر آیا ہے

انہی کے دم قدم سے زندگی نے روشنی پائی
ہوئیں راتیں بھی دن وہ منبعِ تنویر آیا ہے

زمیں جنت نشاں ٹھہری، بنی تقدیر صحرا کی
"معطر کربلا کرنے گلِ شبیرؑ آیا ہے"

علی اکبرؑ ہیں ہمشکلِ محمدؐ تو علی اصغرؑ
ہے سچ بن کر علیؑ کی ہو بہو تصویر آیا ہے

یہ بچہ عزم و ہمت اور شجاعت کا امیں بن کر
مثالِ جدّ شجاعانِ جہاں کا میر آیا ہے

ہے لرزاں عالمِ تخریب اس بے شیر کے ڈر سے
جلو میں لے کے یہ تعمیر ہی تعمیر آیا ہے

اسی شش ماہے سے سر کربلا کا معرکہ ہوگا
سوئے لشکر مثالِ شاہؑ خیبر گیر آیا ہے

بل اُٹھے دشمنوں کے دل کیا جو پیاس کا حملہ
وہ لے کر اک زبانِ خشک کی شمشیر آیا ہے

یہی معصومؑ شاہد ہے پدر کی بے گناہی کا
گواہِ صاحبانِ آیۂ تطہیر آیا ہے

تھا پیاسا پر نہ دیکھا جانب دریا ذرا مڑ کر
دکھا کر یوں لہو کی، دودھ کی تاثیر آیا ہے

قیامت تک نہ جرأت کر سکے گا سَر اُٹھانے کی
لگا کر گردنِ باطل پہ ایسا تیر آیا ہے

کہا شہؑ نے کہ قربانی قبولِ حق ہوئی تیری
نہا کر خوں میں اصغرؑ بانوئے دل گیر آیا ہے

پدر فاتح ہے مرا، وہ یزیدیت کا قاتل ہے
جبینِ کربلا پر لکھنے یہ تحریر آیا ہے

محشر کی شفاعت کر میرے معصومؑ شہزادے
ترے در پہ یہ عاصی کشتۂ تقصیر آیا ہے

''امامؑ زین العابدینؑ''

آیا علیؑ اک اور بڑی آب و تاب سے
آواز آرہی ہے درِ بو تراب سے

ہیں آسمانِ دینِ مبیں کے یہ آفتاب
نسبت دوں اور امامؑ کو اس آفتاب سے

مسجود کو نہ ناز ہو کیوں آپ پر بھلا
سجدوں کو اعتبار ملا ہے جناب سے

سیّد ہیں ساجدین کے زین العبا بھی ہیں
القاب پائے ہیں یہ خدا کی جناب سے

جد سے ملا ہے ان کو بھی یہ رازِ بندگی
ڈر ہو عذاب کا نہ ہو مطلب ثواب سے

اندازِ گفتگو سے ہی دربار ہل گیا
مبہوت تھا یزید سا ظالم خطاب سے

بس عمر، جا وداں تو نصیب شہید ہے
اور عمر ظالموں کی ہے کم تر حباب سے

بن جائیگا نصیب بھی گر چاہے گا خدا
مانگو دعائیں فائدہ کیا اضطراب سے

ان کی طہارتوں کی ضمانت خدا نے دی
ہو کیسے پھر خطا کسی عصمت مآب سے

ہوں میں غلام شافعِ محشر کی آل کا
واعظ ڈرا نہ مجھ کو تو روزِ حساب سے

تنقید ہو، ادب ہو، مبصّر کہ شاعری
"ہر فن جواں ہے بزمِ ادب کے شباب سے"

''امام زین العابدینؑ''

نازاں ہیں ہم کہ ہم کو درِ مرتضیٰؑ ملا
جس در سے دین و دنیا کا ہر مدعا ملا

کشتیِ دیں کو ایسا بھی اک نا خدا ملا
ہے جس کے دم سے دین کو آبِ بقا ملا

تبلیغِ دیں دعاؤں سے مظلوم نے جو کی
پڑھ کر مزہ قرآن کی تفسیر کا ملا

قرآں نبیؐ نے نہجِ بلاغہ علیؑ نے دی
سجادؑ سے صحیفۂ سجادیہ ملا

بیمارِ کربلا جونہی یاد آئے تو وہیں
ہم سے مریضوں کو بھی پیامِ شفا ملا

ڈھارس پھوپھی سے تھی بڑی مظلوم امام کو
زینبؑ سے ان کو حوصلۂ مرتضیٰؑ ملا

کرب و بلا نہ جا سکے مجلس میں آ گئے
یاں بھی ثوابِ زائرِ کرب و بلا ملا

خوش کیوں نہ ہوں حسینؑ مصر کہ آج انہیں
سجادؑ سا پسر ملا زین العباؑ ملا

"نذرانہ عقیدت بحضور امام محمد باقر علیہ السلام"

اہل ایماں جو بھی ذکرِ وفا کرتے ہیں
نام پہلے ابو طالبؑ کا لیا کرتے ہیں

دولتِ دیں پہ ہے بس ان کی اجارہ داری
لوگ جو الفتِ باقرؑ میں جیا کرتے ہیں

آپؑ کی شان میں اک بیت لکھے جو شاعر
آپؑ جنت میں اسے بیت عطا کرتے ہیں

دینِ حق ملتا ہے بس اُن کو عنایت سے تری
کسب جو علم ترے در سے کیا کرتے ہیں

گر گئے چاہ میں اور تر نہ ہوئے کپڑے تک
کمسنی میں بھی عیاں شانِ خدا کرتے ہیں

باقرِ علمِ نبیؐ، ابنِ خیرُ تئین لقب
ایسے مخصوص لقب حق سے ملا کرتے ہیں

تھی وصیّت ہو عزاداری منیٰ میں دس سال
ہمت ہم اہلِ عزا کی یوں ہوا کرتے ہیں

یہ مقام آپؑ کا اللہ! کہ جد بھیجیں سلام
کیا کوئی فرض نبوت کا ادا کرتے ہیں

تا ابد ان کا نشہ ختم نہ ہو گا واعظ
بادۂ عشقِ محمدؐ جو پیا کرتے ہیں

جن کو معلوم ہے ایثار و وفا کی قیمت
جان دے کر بھی ادا رسمِ وفا کرتے ہیں

ہے تمنا جنہیں وہ زندۂ جاوید بنیں
آپؑ کے قدموں پہ مرنے کی دعا کرتے ہیں

چاہئے اور مظفرؔ ہمیں کیا اس کے سوا
خاندانِ ابو طالبؑ کی ثناء کرتے ہیں

"مظہرِ صداقت امامِ جعفرِ صادقؑ"

عرفانِ امامت ہی عرفانِ حقیقت ہے
ہے زینہ نبوت کا آئینہء وحدت ہے

کیا شوکت و صولت ہے کیا رفعت و عظمت ہے
کیا عصمت و حرمت ہے کیا شانِ امامت ہے

لکھنا ہے مجھے یارب جعفرؑ کی ثناء اس دم
کر مجھ پہ کرم مشکل، یہ منزلِ مدحت ہے

احمدؐ کی صداقت کے یہ مظہرِ کامل ہیں
ہے صدق فدا جن پر ان کی ہی صداقت ہے

ہو علم کہ حکمت ہو ،ایماں ہو ہدایت ہو
سب کچھ وہ ملا ان سے جو دیں کی ضرورت ہے

تدوینِ شریعت کا سہرا ترے سر مولاؑ
واللہ یہ اک تیری مخصوص فضیلت ہے

معراجِ سخن مولاً ہے آپ کو ہی حاصل
حد درجہ فصاحت ہے بھر پور بلاغت ہے

منہ چومیں نہ کیوں تیرا لب ہائے مشیت بھی
جو بات کہی تو نے قرآن کی آیت ہے

ہوں علم کے کچھ گوہر مجھ کو بھی عطا مولاً
تشنہ ہے مبصّر بھی تو قلزمِ رحمت ہے

"حضرت امام علی رضا علیہ السلام"

بغیر نقشہَ الفت سکونِ دل نہیں ملتا
یہ سرمایہ بدونِ جذبہَ کامل نہیں ملتا

مرے مولا رضاً سا واقفِ منزل نہیں ملتا
سوا ان کے ہمیں یاں رہبرِ کامل نہیں ملتا

جہاں کے عاقلوں میں آپ سا عاقل نہیں ملتا
بہت قابل ملے پر جوہرِ قابل نہیں ملتا

مودّت کے نشے میں چُور رہیں ہشیار بیٹھے ہیں
کوئی بھی بزم میں ان کی ہمیں غافل نہیں ملتا

ہیں دیوانے یہاں بہلول جیسے عالم و دانا
ہیں علم و فضل کے حامل کوئی جاہل نہیں ملتا

خدا کی معرفت اور بابِ شہرِ علم سے ہٹ کر
خدا کی معرفت کیا علمِ آب و گِل نہیں ملتا

جسے دیکھو وہ مشہد سے مُرادیں لے کے آتا ہے
جو خالی ہاتھ آیا ہو کوئی سائل نہیں ملتا

بری مشکل کرو آساں ہے مشکل کشا مولاؑ
سوائے آپؑ کے امداد کا حامل نہیں ملتا

لگے مسلک کو آگ اس کے، جلے خود بھی جہنم میں
بشر جو بھی تمہارے عشق پر مائل نہیں ملتا

اشارہ آپؑ کا ہو تو سمندر راستہ دے دے
کوئی کوہِ گراں بھی راہ میں حائل نہیں ملتا

بنائے ناخدا تم کو نہ جو بحرِ مصائب میں
گھرا رہتا ہے طوفاں میں کبھی ساحل نہیں ملتا

عجب یہ دور ہے بھیجیں پے امداد پوتے کو
بہت مقتول ہیں پر ایک بھی قاتل نہیں ملتا

مرے مولاؑ دکھا دو مشہد و قم پھر مبشرؔ کو
زیارت کے بغیر اب زیست کا حاصل نہیں ملتا

"منقبت مولا رضا علیہ السلام"

جنت سے سوا پائیں نعمات خراساں میں
جنت کی نہ کر واعظ کچھ بات خراساں میں

یاں حور و ملک آئیں کیسے نہ زیارت کو
ملتی ہے انہیں بھی تو خیرات خراساں میں

مستِ مئے الفت کی وارفتگی نہ پوچھو
پروان چڑھے میرے جذبات خراساں میں

اے مشکلوں کے مارے روضہ پہ رضاؑ کے آ
بر آئیں گی سب تیری حاجات خراساں میں

اک بار بھی وہ منہ سے کہہ دیں جو غلام اپنا
پاؤں میں محبت کے ثمرات خراساں میں

اللہ مرا دامن تُو اور کشادہ کر
سو طرح کی ملتی ہے سوغات خراساں میں

پائی نہ مراد اپنی تُو نے تو گلہ کیسا
نیت ہی نہ تھی خالص ہیہات خراساں میں

اللہ کرم تیرا صدقے میں زیارت کے
ایماں کے بڑھے کتنے درجات خراساں میں

آ جائیں جہاں بھی ہوں موسیٰ سے کوئی کہہ دے
ہے طور کے جلووں کی بہتات خراساں میں

اے کاش ملے مجھ کو اک عمر طویل ایسی
دن جس کے کٹیں قُم میں اور رات خراساں میں

مدفن بنے مولاؑ کے قدموں میں مظہر کا
دو گز بھی زمیں آئے گر ہاتھ خراساں میں

"طرحی منقبت مولا رضا علیہ السلام"

کیسی پُر کیف ہے اللہ فضا مشہد میں
آتے شرماتی ہے جنت کی ہوا مشہد میں

روضۂ پاک کو بوسہ جو دیا مشہد میں
بوسہ تقدیر نے ہونٹوں کا لیا مشہد میں

معجزہ بنتی ہے تاثیرِ دعا مشہد میں
کیوں نہ ہو رہتے ہیں اعجاز نما مشہد میں

ہے حقیقت کہ کبھی پھر نہ بگڑتے دیکھا
وہ مقدر کہ جو اک بار بنا مشہد میں

اور اک بار دکھا دیں وہ مجھے مشہد و قم
التجا میری یہ پہنچا دے صبا مشہد میں

ہم یہاں سے بھی پکاریں تو مدد کرتے ہیں
جیسے کرتے ہیں مدد مولا رضاؑ مشہد میں

ہو یقیں مجھ کو عبادت ہوئی مقبول مری
سجدۂ عشقِ رضاؑ ہو جو ادا مشہد میں

روشنی تا بہ فلک پھیلی ہے ہر سُو اس کی
ہے ضیا بار جو اک شمعِ وفا مشہد میں

نفس کے شر سے بھی شیطاں سے بھی ملتی ہے اماں
پاتی ہے مثلِ بدن روح شفا مشہد میں

کربلا تیری شہادت سے ہوئی پھر تازہ
دینِ اسلام نے پھر پائی بقا مشہد میں

کیا تھا مامون تو اور تیری حکومت کیا تھی
بنتے ہیں شاہِ جہاں اب بھی گدا مشہد میں

پایا مصرع جو مبشرؔ نے علیؑ کے گھر سے
نارسا فکر ہوئی فکرِ رسا مشہد میں

"در شانِ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام"

لاکھ کوشش کر کے دیکھو کام لو تدبیر سے
ملتی ہے توفیقِ مدحت خوبیٔ تقدیر سے

راہِ حق تو ملتی ہے کردار کی تعمیر سے
ہے حدیثوں سے عیاں قرآن سے تفسیر سے

رہبری کی منزلِ تقویٰ کی، سمجھا یا ہمیں
ملتی ہے دولت ہمیں بس نفس کی تسخیر سے

ہے عزیز اللہ کو کتنا ابو طالبؑ کا گھر
پھر کیا روشن امامت کی نویں تنویر سے

مرتضیٰؑ، قانعؑ، تقیؑ ہیں اور جوادؑ و نجیبؑ
وصف کیسے ہوں عیاں ان کے کسی تحریر سے

نامِ نامی میں ہے پنہاں اسمِ اعظم کا اثر
ہوتی ہیں حل مشکلیں اس نام کی تاثیر سے

کب امامت سن سے ہے مشروط یہ بتلادیا
معجزے ظاہر تھے ہر تحریر سے، تقریر سے

مل گیا سارا غرور و زعم اس کا خاک میں
جکڑا یحییٰ کو جو اپنے علم کی زنجیر سے

کردیا ناکام تم نے بھی یزید وقت کو
کام لے کر ہر قدم پر جرأتِ شبیرؑ سے

ترک ایوانِ حکومت کر کے ثابت کردیا
"اہل حق رہتے ہیں زندہ عزت و توقیر سے"

رحمتِ حق سے بنا گھر میرا مثلِ کاظمین
جب تصوّر میں سجایا آپ کی تصویر سے

دور ہے ہر رجس ان سے پیکرِ عصمت ہیں یہ
ہے طہارت ان کی ثابت آیۂ تطہیر سے

ٹھہرے میرے سامنے ظلمت یہ ہے قطعاً محال
ہے منوّر خانۂ دل آپؑ کی تنویر سے

ہو گئی مجھ کو میسّر خاکِ دران کی نصیب
کام کیا اب چشمۂ حیواں سے، کیا اِکسیر سے

"بحضور امامِ زمانہؑ"

کردگار ان سے پیار کیوں نہ کرے
لطف پروردگار کیوں نہ کرے

آئے گلشن میں نورِ چشمِ حسنؑ
ناز ہر گلعذار کیوں نہ کرے

جشنِ میلادِ جانِ نرجسؑ ہے
رقص پیہم بہار کیوں نہ کرے

رہتے ہیں ہم پناہِ مولاؑ میں
رحمتِ حق حصار کیوں نہ کرے

انتظار ان کا جزوِ ایماں ہے
پھر غلام انتظار کیوں نہ کرے

نزع میں آئیں وہ تو پھر مومن
عمر کے دن شمار کیوں نہ کرے

ان کا وعدہ تو وعدۂ حق ہے
دل مرا اعتبار کیوں نہ کرے

میرا اصرار آپؐ کا انکار
یہ ادا بے قرار کیوں نہ کرے

ان پہ مٹ کر حیات ملتی ہے
جاں مبقرؔ نثار کیوں نہ کرے

"بحضورِ امامِ زمان علیہ السلام"

دُرفشاں ہے میری چشمِ تر آیئے
کہکشاں بن گئی رہ گذر آیئے

باعثِ زینتِ بحر و بر آیئے
رونقِ بزمِ شمس و قمر آیئے

وجہِ تسکینِ قلب و نظر آیئے
شوقِ سجدہ میں خم ہے یہ سر آیئے

غم کے ماروں کی لینے خبر آیئے
آپ دن تو نہ ہوگی سحر آیئے

ہو غلاموں کی جانب نگاہِ کرم
ہے زمانہ بڑا پُر خطر آیئے

آئیں پڑھتے ہی فوراً عریضہ مرا
کہہ کے اُن سے یہ اے نامہ بر آیئے

حشر ساماں ہوئی ہجر میں زندگی
اب قیامت میں کیا ہے کسر آیئے

جیسے اپنوں میں آتا ہے اپنا کوئی
ہو کہ پردے سے یوں بے خبر آیئے

جلد آئیں نہ دیں طول فرقت کو اب
زندگی ہے بڑی مختصر آیئے

اک زمانہ زمانے سے ہے منتظر
آیئے اے شہِ منتظرؑ آیئے

ہر گھڑی ہے دعا آپؑ کی دید کی
بن کے میری دعا کا اثر آیئے

جانے کب ہوں میسّر وہ جلوہ نما
ان کی محفل میں شام و سحر آیئے

"درشانِ امام عصر علیہ السلام"

کمالِ جذبِ الفت ہو کسی دل میں اگر پیدا
دُرِ یکتا کرے خونِ جگر سے چشمِ تر پیدا

مرے سوزِ محبت نے کیئے ہیں وہ شرر پیدا
شبِ دیجور میں بھی ہوگیا نورِ سحر پیدا

خوشا قسمت ہوا ہے آج اپنا چارہ گر پیدا
مسیحا، ابنِ مریمؑ کا، خضرؑ کا راہبر پیدا

جو چشمِ لطف نے ان کی کیے اہلِ نظر پیدا
انہی کے قلبِ روشن سے ہے دنیا میں سحر پیدا

کریم ایسے کریں یہ سنگ دل کے دل میں گھر پیدا
نظر ہو قہر کی ہو جائے دنیا میں سقر پیدا

جو چاہیں یہ تو پل بھر میں ملے نرگس کو بینائی
چمن ہی کیا بیاباں میں کریں یہ دیدہ ور پیدا

مَلک کو پَر دیے لیکن سوا اس سے بھی گر چاہیں
بشر کی بے بسی کرلے مَلک کے بال و پَر پیدا

نہ ہوتے آپؐ دنیا میں تو دنیا ختم ہو جاتی
نہ رہتا آسماں، ہوتے نہ یوں شمس و قمر پیدا

تو راہِ حق کا ہے رہرو تجھے دنیا سے کیا لینا
غبارِ راہ سے ہے خود ترا رختِ سفر پیدا

وہ آنے کو تو آجائیں مگر ہیں منتظر اس کے
مرے نالوں میں ہو جائے قیامت کا اثر پیدا

مضطر جوش پر ہے دیکھ وہ دریا دلی ان کی
وہ موجِ آب سے ہوتا ہے میرا نامہ بر پیدا

"بحضور امامِ زمانہؑ"

وہ یادوں کی دنیا میں آتے رہیں گے
تصور کی محفل سجاتے رہیں گے

نہاں لاکھ غیبت کے پردوں میں ہوں وہ
نگاہوں میں جلوے سماتے رہیں گے

کریں گے وہ جلووں کا انکار جب تک
یونہی ہم قیامت اٹھاتے رہیں گے

بتاؤ تو مولاؑ یونہی زندگی بھر
غمِ ہجر سے ہم نبھاتے رہیں گے

بہا کر لہو چشمِ حسرت سے کب تک
لگی اپنے دل کی بجھاتے رہیں گے

وہی ہیں ہمارے غموں کا مداوا
انہیں قصۂ غم سناتے رہیں گے

وہ ہیں رحمتِ حق وہ ابرِ کرم ہیں
امیدوں کے گلشن کھلاتے رہیں گے

زمانہ بگڑتا ہے بگڑے بلا سے
وہ بگڑی ہماری بناتے رہیں گے

وہ آئیں نہ آئیں یہ مرضی ہے ان کی
ہمیں ہے بلانا، بلاتے رہیں گے

دمِ مرگ بھی راہ دیکھیں گے مولاؔ
غلام اپنی آنکھیں بچھاتے رہیں گے

معطّر رہے جذبۂ دل سلامت
چمن منقبت کے کھلاتے رہیں گے

"مناجات در بارگاہِ الٰہی" و
"عریضہ بحضور امامِ عصر علیہ السلام"

مرے اللہ قسمت میں مری زورِ قلم لکھ دے
دعا ہے بس یہی اس سے نہ کچھ زیادہ نہ کم لکھ دے

مُصر جو کفر پر ہیں اُن کی قسمت میں صنم لکھ دے
ہَوس ہے جاہ کی جن کو انہیں طبل و علم لکھ دے

مجھے حسرت نہیں یارب کہ قسمت میں حشم لکھ دے
نہ ہے یہ آرزو کچھ سطوتِ دارا و جم لکھ دے

نہ یہ پروا کہ دنیا کی خوشی یا کوئی غم لکھ دے
نہ حاجت ہے متاعِ دہر سے کچھ بیش و کم لکھ دے

کہا کب لوحِ دل پر رازِ ہستی و عدم لکھ دے
مگر ہاں، معرفت اپنی اور اپنوں کی بہم لکھ دے

نہ یہ چاہا کبھی کوثر دے یا باغِ ارم لکھ دے
دعا ہے بس مجھے تو شاعرِ شاہِ اُمم لکھ دے

زبان و دل پڑھیں ان کے مناقب دم بہ دم لکھ دے
فقط تقدیر میں میری یہ شغلِ محترم لکھ دے

مقدر میں امامِ عصرؑ کی چشمِ کرم لکھ دے
پئے تسکینِ دل پھر سجدہءِ نقشِ قدم لکھ دے

فنا ہو جاؤں الفت میں انہی کی، ہو کرم یہ بھی
رہے قائم مرے عشق و محبت کا بھرم، لکھ دے

درِ کعبہ پہ ہم حاضر رہیں صف بستہ پہلے سے
وہ جب آئیں پئے جلوہ گری سوئے حرم، لکھ دے

"مطلعِ ثانی"

عریضہ اب انہیں بھی اک ذرا نوکِ قلم لکھ دے
امامِ انس و جاں، شاہِ زماں، شاہِ اُمم، لکھ دے

غرض جتنے لقب ہیں سب بصد آداب لکھ لکھ کر
سلامِ بندگی لکھ پھر جدائی کا الم لکھ دے

نہیں اٹھتا غمِ فرقت مرے آقاؐ اب آجائیں
تمنا دید کی خونِ جگر سے چشمِ نم لکھ دے

بڑھ اے سوزِ محبت بڑھ کے کر کچھ خامہ فرسائی
وہ پڑھتے ہی چلے آئیں کوئی ایسی قسم لکھ دے

ذرا اے جذبۂ دل بڑھ، خدارا کر مدد تو بھی
وہ سب جو مجھ سے ہو سکتا نہیں ہرگز رقم، لکھ دے

بڑی سرکار ہے حد سے سوا ملتا ہے بے مانگے
دلِ حاجت طلب رک جا، ترا کیا ہے تو کم لکھ دے

مبشرؔ کی یہی اک آخری حسرت ہے اے مولاؐ
غلاموں میں مجھے اپنے بصد لطف و کرم لکھ دے

"طرحی سلام"

سلام عظمتِ توحید کے امینوں کو
سلام خاتمِ اسلام کے نگینوں کو

سلام سبطِ پیمبرؐ کے ہم نشینوں کو
سلام خرمنِ ایماں کے خوشہ چینوں کو

نہیں نجات کی کچھ فکر دور بینوں کو
علی کے عشق سے روشن کیے ہیں سینوں کو

رہے گا ہوش نہ یوسفؑ سے بھی حسینوں کو
جو دیکھ پائیں محمدؐ کے مہ جبینوں کو

نماز میں بھی جو بت رکھیں آستینوں میں
کہوں رسولؐ کے کیا ایسے ہم نشینوں کو

منافق اور سمجھ پائے عظمتِ تطہیر
یہ نور ہے نظر آتا ہے پاک بینوں کو

مدینہ و نجف و کربلا و مشہد و شام
سلام آسماں کرتا ہے ان زمینوں کو

یزید عصر سنبھل اور روش بدل ورنہ
"حسینؑ آج بھی الٹے ہیں آستینوں کو".

نہیں ہے دُور کا بھی واسطہ شریعت سے
سلام شیخ ترے ایسے سب شینوں کو

مِلا ہے سوزِ غمِ سبطِ صاحبِؐ معراج
اب اور چاہیے کیا ہم بلند بینوں کو

سبق یہ شہؑ نے دیا جب بھی حق پہ آنچ آئے
کٹاؤ صحرا میں سر، چھوڑو شہ نشینوں کو

سوال آب پہ بے شیر کا گلا چھیدا
نبیؐ کی آلؑ سے کیا بغض تھا لعینوں کو

زمیں کو عرش بنایا ہے خونِ دل دے کر
سلام حیدرؑ و زہراؑ کے نازنینوں کو

ہے عام آج بھی پیغامِ حریت جن سے
سلام شام کے زندان کے ~~مکینوں~~ لٹے مکینوں کو

انیسؔ جیسی مقدر رسائی ہے کس کی!
جو آسمان سے لائے کوئی زمینوں کو

”سلام“

مدح گوئی ہوئی آساں اسی تدبیر کے ساتھ
گاہ مرزاؔ کے رہے گاہ رہے میرؔ کے ساتھ

موت بھی کر نہ سکی ان کو جدا مولاؑ سے
سر تھے نیزوں پہ سلامی سرِ شبیرؑ کے ساتھ

سر ہی کیا جسم بھی مولاؑ سے الگ ہو نہ سکے
دفن کی جا بھی ملی ہے انہیں شبیرؑ کے ساتھ

کیا پھٹک سکتا کوئی غم بھلا اُس کے نزدیک
منسلک ہوگیا جو بھی غمِ شبیرؑ کے ساتھ

قولِ معصومؑ سے ہٹ کر نہیں ہوتی تفسیر
لوگ کرتے ہیں مذاق آہ یہ تفسیر کے ساتھ

ہوگیا اُن کا کرم آہ بے اثر نہ رہی
جڑ گیا رشتہ مری آہ کا تاثیر کے ساتھ

کربلا، کرب و بلا لب پہ ہو یا نامِ حسینؑ
پر رہے دھیان کہ کردار کی تعمیر کے ساتھ

(ق)

ہو کے رہتا ہے وہی جو ہے خدا کو منظور
زور چلتا ہے کہاں کوئی بھی تقدیر کے ساتھ

پر وسیلہ ہے دعا ہو جو خلوصِ دل سے
بس بدلتا ہے مقدر اسی تدبیر کے ساتھ

حرملہ تیر نے تیرے یہ عجب ظلم کیا
چھد گیا بازوئے شہؑ گردنِ بے شیر کے ساتھ

قافلہ لے کے چلا بیووں کا بیمار و حزیںؑ
طوق اور ہتھکڑی پہنے ہوئے زنجیر کے ساتھ

ذکرِ مولاؑ ہی میسر رہے بس وردِ زباں
مدح کرتے رہو ان کی جیو تو قیر کے ساتھ

"سلام"

میں ہوں اور مدّاحِ شبیرؓ ہے
واہ کیا عزت ہے کیا توقیر ہے

دل مرا جو مائلِ شبیرؓ ہے
اے سلامی خلد کی تدبیر ہے

خلد میرا روضۂ شبیرؓ ہے
باغِ رضواں تو فقط تصویر ہے

آپؓ کی چشمِ کرم تقدیر ہے
آپؓ کا حسنِ نظر تدبیر ہے

بے اثر باطل کی ہر تدبیر ہے
خونِ ناحق کیا تری تاثیر ہے

مطمئن ہوں مدح بھی عصیاں کے ساتھ
نامۂ اعمال میں تحریر ہے

کربلا تنبیہ ہر تخریب کو
کربلا تعمیر ہی تعمیر ہے

دی اذاں جو اکبرؑ ذی جاہ نے
زندہ اس سے آج تک تکبیر ہے

پا رہی ہے جس سے ضو شمعِ وفا
حضرتِ عباسؑ کی تنویر ہے

اصغرؑ معصوم کا زخمِ گلو
ماجرائے درد کی تفسیر ہے

توڑ دے ہنس کر کمانِ ظلم کو
وہ مجاہد اصغرِؑ بے شیر ہے

شوق جس کو تھا عروسِ مرگ کا
نوجواں وہ قاسمؑ دل گیر ہے

جرأتِ عونؑ و محمدؑ مرحبا
اک علیؑ، جعفرؑ کی اک تصویر ہے

بے ردا اُن کو کیا اے اہلِ کیں
جن کا پردہ چادرِ تطہیر ہے

جن سے قائم ہے حرم کا ہر ستوں
آہ ایسے پاؤں میں زنجیر ہے

خطبۂ بنتِ علیؑ کا حرف حرف
حلقِ باطل کے لئے شمشیر ہے

تھی سکینہؑ سارے گھر کا جو سکوں
ہائے محوِ نالۂ شب گیر ہے

اسوۂ شبیرؑ کی کر پیروی
ظلم کی مقصود گر تسخیر ہے

چھلنی کر دیتا ہے قلبِ ظلم کو
ماتمِ شبیرؑ ایسا تیر ہے

ہے زمانہ کیوں مقصرؔ سے خفا
ان کا کہلانا کوئی تقصیر ہے

"سلام"

جو بھی حیدرؑ کا یاں مدح خواں ہو گیا
مجرئی خلد اس کا مکاں ہو گیا

حکم حق کہ نبیؐ طول سجدے کو دیں
ہیں یہ اصلِ عبادت عیاں ہو گیا

ان کے سجدوں سے دشتِ بلا یوں سجا
تا ابد سجدہ گاہِ جہاں ہو گیا

شہؑ کے غم کا جو دل میں بسیرا ہوا
دور دل سے غمِ دو جہاں ہو گیا

راہِ حق میں جو قربان اکبرؑ ہوئے
دینِ اسلام کیسا جواں ہو گیا

ٹھنڈے پانی پہ جب بھی نظر پڑ گئی
دیدۂ دل مرا خوں فشاں ہو گیا

تیری مظلومیت کی بھی حد ہے کوئی
ترجماں جس کا اک بے زباں ہو گیا

اس سے پہلے ہوا اور نہ ہو گا کبھی
حادثہ جیسا یہ خونچکاں ہو گیا

چھینا زینبؑ کا مقنع پہ سمجھے نہ تم
کشتیِ دیں کا وہ بادباں ہو گیا

کیسی حکمت تھی دونوں بہن بھائی کی
ہر یزیدی جتن رائیگاں ہو گیا

کیا اثر ہے مبصّرِ غمِ شاہؑ کا
سن کے دشمن بھی محوِ فغاں ہو گیا

"طرحی سلام"

رہِ طلب میں جو جی سے گذر نہیں سکتا
دُرِ حیات سے دامن وہ بھر نہیں سکتا

طلب ہے دیں کی تو آؤ سوئے حسینؑ چلیں
حسینؑ بن چمنِ دیں سنور نہیں سکتا

بڑھا جوان کی طرف حرؓ بنا دیا اس کو
ہٹا جوان سے وہ ڈوبا، ابھر نہیں سکتا

ہے حرز دفعِ مظالم، حسینؑ نام تیرا
یہ نام وہ ہے کہ ظالم ٹھہر نہیں سکتا

ترے لہو سے ہے اسلام تا ابد زندہ
چڑھا ہے ایسا یہ دریا اتر نہیں سکتا

ہزار ظلم کے ساماں یزید وقت کرے
حسینؑ آشنا جو بھی ہے ڈر نہیں سکتا

غضب میں آئیں جو عباسؑ ہو فنا لشکر
حسینؑ روکے ہیں، ضیغم بپھر نہیں سکتا

جو بد نصیب ہے نا آشنائے لذّتِ غم
"غمِ حسینؑ کا احساس کر نہیں سکتا."

تمام عمر شب و روز روئیں ہم پھر بھی
غمِ حسین سے دل اپنا بھر نہیں سکتا

بُنا ہے خونِ شہیداں سے دیں کا شیرازہ
بکھیرے لاکھ زمانہ بکھر نہیں سکتا

دِکھلائے لاکھ مبصر کوئی گلِ مدحت
بغیر جذبہؑ کامل نکھر نہیں سکتا

"سلام"

بگڑی جہاں بنتی ہے وہ شبیرؑ کا در ہے
ان کا جو کرم ہو تو شبِ غم بھی سحر ہے

ہم نے چمنِ ہستی غمِ شہؑ سے سنوارا
رہتا ہے خزاں میں بھی ہرا یہ وہ شجر ہے

ہر دل جو عزا خانۂ شہؑ حق نے بنایا
یہ فاطمہؑ زہرا کی دعاؤں کا اثر ہے

فکرِ شہؑ دیں سے ہی سمجھ پائی یہ دنیا
جاں دینا رہِ حق میں ہی معیارِ ظفر ہے

مجلس میں چلو چاہیے جنت جو کسی کو
''جنت گلِ زہراؑ کی محبت کا ثمر ہے''

دنیا میں کرو عقبیٰ کا سامان فراہم
بازار ہے دنیا میاں عقبیٰ ترا گھر ہے

ہے گونج صداؤں کی تری آج بھی زینبؑ
خطبوں سے ترے لرزاں ہر اک بانیءِ شر ہے

شہؑ کہتے تھے مقبول ہوں ہدیے مرے یارب
یہ گردنِ اصغرؑ ہے یہ اکبرؑ کا جگر ہے

ہیں تاجِ شہادت کے سب انمول نگینے
بے مثل ہر اک لعل ہے نایاب گہر ہے

(ق)

مولاؑ مری کشتی کو بھی ساحل سے لگا دو
چھائی ہے گھٹا ظلم کی طوفاں ہے بھنور ہے

خوش حال کرو گھر کو مرے مادرِ شبیرؑ
بیماری سے گھر سارا مرا زیر و زبر ہے

دنیا کی خبر فکر نہ عقبیٰ کی مبصرؔ
سودائے حسینؑ ابنِ علیؑ ہے مرا سر ہے

"سلام"

لو شمعِ دیں کی خوں سے بڑھائی حسینؑ نے
کی راہِ حق کی راہ نمائی حسینؑ نے

کون آئے کون چھوڑے یہ قسمت کی بات ہے
راہِ نجات سب کو دکھائی حسینؑ نے

اس دینِ آگہی کا ہو صدقہ مجھے عطا
باطل کی توڑی جس سے کلائی حسینؑ نے

قربان کر کے دین پہ سب اپنی کائنات
لے لی خدا سے ساری خدائی حسینؑ نے

دونوں جہاں کی دولتیں نظروں سے گر گئیں
بخشی جو اپنے در کی گدائی حسینؑ نے

خود ہی نہ تھے شرابِ شہادت سے بہرہ مند
جو ساتھ تھے انہیں بھی پلائی حسینؑ نے

کہتی تھیں رو کے زینبؑ دل گیر بار بار
کی اختیار ہائے جدائی حسینؑ نے

کہتے تھے شاہؑ دیکھئے ناناؐ یہ بے کسی
اکبرؑ کی لاش کیسے اٹھائی حسینؑ نے

آوازِ استغاثہ پہ لاشے تڑپ اٹھے
کتنے عظیم پائے فدائی حسینؑ نے

ایسے ہی کاش مجھ پہ مبصّر ہو چشمِ لطف
تقدیر جیسے حرؑ کی بنائی حسینؑ نے

سلام
"بحضور امام حسین علیہ السلام"

محورِ مہر و وفا ایثار کے پیکر حسینؑ
السّلام اے کاروانِ شوق کے رہبر حسینؑ

قوتِ بازوے شبرؑ قلب زہراؑ کا سکوں
"نورِ چشمِ مصطفیٰؐ لختِ دلِ حیدرؑ حسینؑ"

اصلِ ایماں، جانِ عرفاں، روحِ قرآن وحرم
نازشِ دیں، نازنین و دلبرِ داور حسینؑ

ہر نبیؐ کا نام زندہ کام زندہ تجھ سے ہے
گوہرِ تاجِ امامت دین کے سرور حسینؑ

ہے تو ہی تو تاجدارِ کشورِ انسانیت
سر جھکائے کیوں نہ ہر انساں ترے در پر حسینؑ

مجھ سے گھبرائے بھنور، بچتا پھرے طوفاں نہ کیوں
ہے بری کشتی مرا ساحل مرا لنگر حسینؑ

آسمانِ ظلم و استبداد ہوگا پاش پاش
لا رہے ہیں صبر و استقلال کے لشکر حسینؑ

عزم و استقلال بڑھتا جا رہا تھا دم بہ دم
ہو رہے تھے جیسے جیسے کم ترے یاور حسینؑ

اس ضعیفی میں اٹھائی لاشِ اکبرؑ مرحبا
ہیں تری ہمت پہ نازاں فاتحِ خیبر حسینؑ

ذکر تیرا کیا کہ ششماہہ علیؑ اصغر ترا
موت سے کیسے گلے ملتا ہے ہنس ہنس کر حسینؑ

بابا بابا شام کے زنداں میں بھی کہتی رہی
مر گئی فرقت میں تیری لاڈلی دختر حسینؑ

خوں بھرا کرتا جو زہراؑ پیشِ داور لائیں گی
تیرا ماتم ہم کریں گے پھر سرِ محشر حسینؑ

جس کے نقشِ پا کو کہتے ہیں صراطِ مستقیم
ہے مفسّر جادۂ ایماں کا وہ رہبر حسینؑ

سلام
"حضرت امام حسین علیہ السلام"

سُوئے مقتل صاحبانِ دل چلے
سر بکف وہ عاشقِ کامل چلے

حاملِ دیں، دین کا حاصل چلے
وہ بنائے دیں کا مستقبل چلے

ہو گئی توفیق مدحت کی نصیب
سب کنول دل کے ہمارے کِھل چلے

شیخ کو جنت مبارک ہم تو بس
کربلا یعنی سوئے منزل چلے

ہے یہ دنیا دارِ فانی بس یہاں
یوں چلو جیسے کوئی عاقل چلے

جو بھی آیا بس گیا کہتا ہوا
چھوڑ کر ہم بزمِ آب و گِل چلے

بولے شہؑ ہوتے ہوئے شبیرؑ کے
حق مٹے اور سکۂ باطل چلے

اک نہیں سو بار گردن پر مری
حق کی خاطر خنجرِ قاتل چلے

نقشِ پا جس کو بھی ان کا چاہیے
ہاتھ میں لے کر چراغِ دل چلے

مجلسِ شہ نے بجھائی تشنگی
لذتِ غم کر کے ہم حاصل چلے

ہے علاجِ ہر غمِ دوراں یہی
شہؑ کے غم سے چاک دل میں سل چلے

ہے مبشر کی یہ حسرت صبح و شام
مجلس و ماتم ہو یا محفل چلے

''سلامؑ''

عشقِ حسینؑ دل میں مرے جا گزیں ہوا
حاصل ہر ایک مقصدِ دنیا و دیں ہوا

فاقوں سے نا تواں تھا مگر پھر بھی فتح یاب
ہر معرکے میں صاحبِ نانِ جویں ہوا

جوں ہی قلم اٹھایا پئے مدحِ شاہِ دیں
ملکِ سخن وہیں مرے زیرِ نگیں ہوا

دونوں جہاں کی ذلتیں پائیں یزید نے
عزت مآب سبطِ شہِؐ مرسلیں ہوا

سینچا جو اپنے خون سے سردارِ خلد نے
دشتِ بلا نمونۂ خلدِ بریں ہوا

جوں ہی ہلالِ ماہِ محرم ہوا عیاں
آمادۂ عزا مرا قلبِ حزیں ہوا

لاشے پہ شہؑ کے فاطمہ زہراؑ کے بین تھے
غلطیدہ خاک و خوں میں مرا نازنیں ہوا

چہرے پہ جب حسینؑ نے اصغرؑ کا خوں ملا
حق کے حضور سرخرو دینِ مبیں ہوا

اف! تازگیِ واقعۂ کربلا نہ پوچھ
لگتا ہے جیسے آج ابھی اور یہیں ہوا

کیا خوف آخرت کا مبصرؔ کو ناصحا
پروانۂ نجات غمِ شاہِ دیں ہوا

"سلام دربارگاہِ بیمارِ کربلاؑ"

ہو سلام اس پر کہ جو شبیرؑ کا دلدار ہے
احمدؐ و زہراؑ و حیدرؑ کا درِ شہوار ہے

بزمِ قاتل میں سراپا حق کا جو اظہار ہے
جو یزیدی ظلمتوں میں مطلعِ انوار ہے

جو رضائے حق کی خاطر بیکس و لاچار ہے
جس کے زخمی پاؤں سے سفیانیت مسمار ہے

بعدِ شہؑ جو جانشینِ احمدؐ مختار ہے
واقفِ مرضیٔ رب ہے محرمِ اسرار ہے

عزم و ہمت کی سپر ہے صبر کی تلوار ہے
یہ عجب طرزِ جہادِ عابدؑ بیمار ہے

کر دیا ثابت غموں میں صبر وہ ہتھیار ہے
جتنا جو مجبور ہے اتنا ہی وہ مختار ہے

بے ردا اہلِ حرم ہیں مجمعِ اغیار ہے
گہہ سرِ بازار ہے اور گہہ سرِ دربار ہے

خود گھرا ہے ظلم و استبداد کے طوفاں میں تُو
دَم سے تیرے ہی مگر اُمت کا بیڑا پار ہے

تیرے زخمِ پا ہیں مرہم ہر دلِ مظلوم کو
وجہِ تسکیں کس قدر مولاؑ ترا کردار ہے

بھیجئے دل سے درود اب اس اسیرِ ظلم پہ
جو اسیرانِ بلا کا قافلہ سالار ہے

بے کجاوہ اونٹوں پر ہیں سر برہنہ ماں، پھوپھی
پا برہنہ سارباں ہے وادیءِ پر خار ہے

پہن کر طوق و سلاسل بھی یہ سجدہ ریزیاں
سرخرو سجدوں سے تیرے دیں کا لالہ زار ہے

ہتھکڑی میں بیڑیوں میں طوق میں جکڑا ہوا
پھر بھی پیہم ظلم سے آمادہءِ پیکار ہے

پاؤں پڑ پڑ کر ترے کرتی ہیں سجدے بیڑیاں
محوِ مدحت دم بدم زنجیر کی جھنکار ہے

کربلا سے دین باقی تجھ سے باقی کربلا
تو سراپا مقصدِ شبیرؑ کا اظہار ہے

اپنے قدموں میں مبصرؔ کو بھی دے دیجے پناہ
ہر طرف سے پے بہ پے آلام کی یلغار ہے

"نوحہ"

شبیرؑ جا رہے ہیں پردیس اپنے گھر سے
بام و درِ مدینہ لرزاں ہیں اس خبر سے

وہ گلستانِ احمدؐ پانی کو ہائے ترسے
جو ابرِ رحمتِ حق دنیا پہ بن کے برسے

اے کربلا یہ تیری مہماں نوازیاں تھیں
آب و غذا کے بدلے مہماں پہ تیر برسے

اللہ رے یہ تیری تاثیر خونِ ناحق
روتا ہے خوں فلک بھی اب تک ترے اثر سے

مولاؑ تری عزا ہی پہچان ہے ہماری
یہ امتیاز ہم نے پایا ہے تیرے در سے

اکبرؑ ادھوری ہوتی یہ صبر کی کہانی
گر تم نہ خوں اگلتے پیشِ پدر جگر سے

غیرت سے پانی پانی آبِ فرات ہو جا
تجھ کو گرا رہا ہے بے شیر بھی نظر سے

ہے تو یہ معجزہ ہی پر ہمتِ بشر کا
لاشے اٹھا رہے ہیں شبیرؑ جو سحر سے

کیا یاس کا ہے عالم عباسؑ جا رہے ہیں
ڈھارس بڑی تھی سب کو اس ہاشمی قمر سے

پردہ چھپا رہا تھا پردے میں منہ حیا سے
چھینی گئی جو چادر بنتِ علیؑ کے سر سے

مہلت کی رات رہتی تا حشر یونہی باقی
کہتی تھی کربلا یہ عاشور کی سحر سے

تڑپے نہ کیوں مبقرؔ، ہیں خاک وخوں میں غلطاں
وہ فاطمہؑ کے بچے وہ لعل وہ گہر سے

"فریادی نوحہ در بارگاہِ عصمتِ کبریٰؑ"

لختِ دلِ نبیؐ مری امداد کیجئے
اٹھتا نہیں ہے بارِ الم شاد کیجئے

بہرِ نبیؐ و بہرِ علیؑ بہرِ کبریا
مشکل میں ہوں نہ رد مری فریاد کیجئے

صدقہ حسنؑ حسینؑ کا رکھ لیجئے بھرم
دے کر دُرِ مراد مجھے شاد کیجئے

ہو چشمِ لطف زینبؑ و کلثومؑ کے لیے
حاجت ابھی بر آئے گی امداد کیجیے

بی بی تمہیں قسم ہے اسیرانِ شام کی
اس قیدِ غم سے اب مجھے آزاد کیجئے

جاتی ہوئی غلام کی عزت بچایئے
برباد خانہ زاد ہے آباد کیجئے

گھر مدتوں سے سارا ہے بیمار و مضطرب
صحت سے بہرہ ور پئے سجادؑ کیجئے

حمد و ثنائے ربِ علیٰ آپ نے جو کی
صدقہ میں اس کے مجھ کو بھی حماد کیجئے

کرب و بلا کے تشنہ لبوں کی تمہیں قسم
کرب و بلا دکھایئے دل شاد کیجئے

در آپ کا نہ چھوڑے گا واللہ یہ غلام
سائل سے اپنے جلد کچھ ارشاد کیجئے

سیرت عطا ہو بوذر و سلمان کی ہمیں
میثم کا پیرو ، پیرو مقداد کیجئے

مقروض کو مریض کو مفلس کو دیں اماں
جو لا ولد ہیں صاحبِ اولاد کیجئے

صابر کے نقشِ پا پہ مصؔر رہے نظر
بے صبر ہو کے خود کو نہ برباد کیجئے

پیغمبروں کی مشکلیں حل جن سے ہو گئیں
وہ چودہ نام شاملِ اوراد کیجئے

کوہِ گراں گرے بھی مصؔر تو کیا ہے غم
خاتونِ دو جہاں سے تو فریاد کیجئے

قطعات

کوئی ان کا مقام کیا جانے
خاک اور اوج نور کا جانے؟
رتبہ احمدؐ کا یا علیؑ سمجھے
یا یہ خود یا اسے خدا جانے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

ہم کو جب دامن تمہارا مل گیا
بحرِ ہستی کا کنارا مل گیا
جب گرانا چاہا دنیا نے ہمیں
نامِ حیدرؑ کا سہارا مل گیا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

بائے بسم اللہ کا نکتہ علیؑ ہیں بالیقیں
جلوہ گر اس ذات میں ہر آیتِ قرآن ہے
یہ حقیقت ہے تو پھر اے منکرِ نادِ علیؑ
منکرِ نادِ علیؑ تو منکرِ قرآن ہے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

دولتِ دیں مل گئی، حق تک رسائی ہو گئی
بابِ شہرِ علم سے جب درسِ ایماں پڑھ لیا
سارا قرآں بائے بسم اللہ کے نکتے میں ہے
جب کہا میں نے علیؑ گویا کہ قرآں پڑھ لیا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

منبر نشیں ہوں اوج یہ بختِ رسا کا ہے
فضلِ خدا ہے فیض یہ ان کی ثناء کا ہے
کیسے کہوں کہ حقِ مودّت ادا ہوا
''مقروض آج تک یہ جہاں فاطمہؑ کا ہے''

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

جو حکمتِ علیؑ ہے وہ حکمت حسنؑ کی ہے
جو سیرتِ نبیؐ ہے وہ سیرت حسنؑ کی ہے
باطل کا حلق کاٹ دیا تیغِ صلح سے
بے مثل و لاجواب بصیرت حسنؑ کی ہے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

ضامن بقائے دینِ مبیں کی ہے کربلا
اور کربلا کی ابتداء صلحِ حسنؑ سے ہے
کیا خوب کسی نے دیا یہ مصرعہِ طرح
"اسلام میں بہار حسینؑ و حسنؑ سے ہے"

❋❋❋❋❋

ہو فاسق و فاجر کہ بڑا متقی کوئی
معصومؑ تو عاصی کی اطاعت نہیں کرتے
قانون پہ فطرت کے کبھی غور کیا ہے؟
افضل کبھی مفضول کی بیعت نہیں کرتے

نوٹ: یہ بات اُدھر کی ہے
ذرا سوچیں کیا یزید فاسق و فاجر نہ ہوتا تو کیا امام حسینؑ بیعت کر لیتے؟

سمجھ سکے حسینؑ کو بھلا ہے کس کو یہ دماغ
رہے گا تا ابد ہرا لگا گیا وہ ایسا باغ
وہ سارا گھر لٹا گیا وہ دینِ حق بچا گیا
وہ آندھیوں کی یورشیں مگر جلا گیا چراغ

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

ہم نشیں لے تو سہی نامِ حسینؑ
بدلے گی تقدیر ابھی تدبیر سے
دامنِ دل چاک ہے تیرا اگر
"کر رفو تارِ غمِ شبیرؑ سے"

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

کسی کے روکنے سے کب رکے یہ مجلس و ماتم
قیامت تک. حسینؑ ابنِ علیؑ کا تذکرہ ہوگا
عزائے شہؑ سے جس کو بھی جہاں بھی دشمنی ہوگی
یزیدی قوم سے اس کے نسب کا سلسلہ ہوگا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

جتنے ارماں ہیں دلِ دلگیر میں
پورے ہوں سب ہے کہاں تقدیر میں
ہے علاجِ زخمِ دل خاکِ شفا
ہے کہاں تاثیر یہ اکسیر میں

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

لاکھ دے جان راہِ حق میں کوئی
کفر کا سدِّ باب ہو جائے
غیر ممکن ہی کیا محال ہے یہ
کربلا کا جواب ہو جائے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

مودت کی ہوا سے دم بہ دم بڑھتی ہے لَو، اس کی
دیا مولاؑ کی الفت کا کبھی مدھم نہیں ہوتا
وہ آبادی مرے نزدیک ویرانے سے بدتر ہے
جہاں شبیرؑ کے غم میں کبھی ماتم نہیں ہوتا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

دیکھے زمانہ آ کے یہ زین العباؑ کی شان
بندہ دکھا رہا ہے جہاں کو خدا کی شان
ان کے کرم سے جسم تو کیا روح زندہ ہے
آبِ حیات ہیچ ہے، کم کیمیا کی شان

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

آج عالم پہ جو رحمت کی گھٹا چھائی ہے
بارشِ نور ہے کیا حسن ہے رعنائی ہے
جلوۂ طور مدینے میں عیاں پھر سے ہوا
آمدِ جعفرِ صادقؑ کی خبر آئی ہے
وارثِ علمِ نبیؐ ہیں جو سراپا جعفرؑ
نام سے ان کے شریعت نے سند پائی ہے
تجھ کو دو چاند ملے سترہ (۱۷) ربیع الاول
فوقیت تو نے ہی تاریخ میں یہ پائی ہے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

وہ محمدؐ کے ورثہ دار آئے
کیوں نہ قدرت کو ان پہ پیار آئے
نازشِ متقین امامِ تقیؑ
بن کے تقویٰ کا اعتبار آئے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

گھر کا گھر قتل ہوا قید ہوئیں خیمے جلے
پھر بھی زینبؑ کا ہدف دیں کی حفاظت کرنا
ہر طرف ظلم ہی ظلم اس پہ یہ جرأت بی بیؑ
بھرے دربار میں حاکم کو ملامت کرنا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

کتنی دل پر شاق فرقت ہو گئی
ہر خوشی پامال حسرت ہو گئی
آپ بن ہے حشر ساماں زندگی
آیئے مولاؑ قیامت ہو گئی

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

کب تک رہیں گے آپ ہماری نظر سے دور
کب تک مریضِ ہجر رہیں گے سحر سے دور
کب تک خدایا پردہ رہے گا یہ درمیاں
کب تک دعائے دید رہے گی اثر سے دور

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

ہو غم کی رات دُور نویدِ سحر قریب
آجائے وقتِ جلوۂ مولاؑ اگر قریب
جلوہ تو دور قدموں کی آہٹ ہی گر سنیں
ہم سمجھیں، ہے ہماری دعا کا اثر قریب

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

حکم مل جاتا جو شہؑ سے پانی برساتا علم
کربلا میں پیاسے بچوں سے نہ شرماتا علم
مصلحت سے وہ امامِ وقت کی مجبور تھا
ہے یقیں اہلِ حرم کا پردہ بن جاتا علم

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

مثلِ حیدرؑ خلق کے حاجت روا عباسؑ ہیں
ہم غلاموں کے لیے حق کی عطا عباسؑ ہیں
نہر سے پیاسے ہی لوٹے، ہے وفا کی حد کوئی
ذہنِ انساں کی حدوں سے ماورا عباسؑ ہیں

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

احمدؐ کی جوانی ہے شبابِ علی اکبرؑ
ہے مدحِ نبیؐ مدحِ جنابِ علی اکبرؑ
اک بار بنی ایسی یہ تصویرِ محمدؐ
پھر حق نے بنایا نہ جوابِ علی اکبرؑ

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

معراجِ بندگی ہو مبصرؔ مجھے نصیب
قسمت بنادے مجھ کو جو دربانِ فاطمہؑ

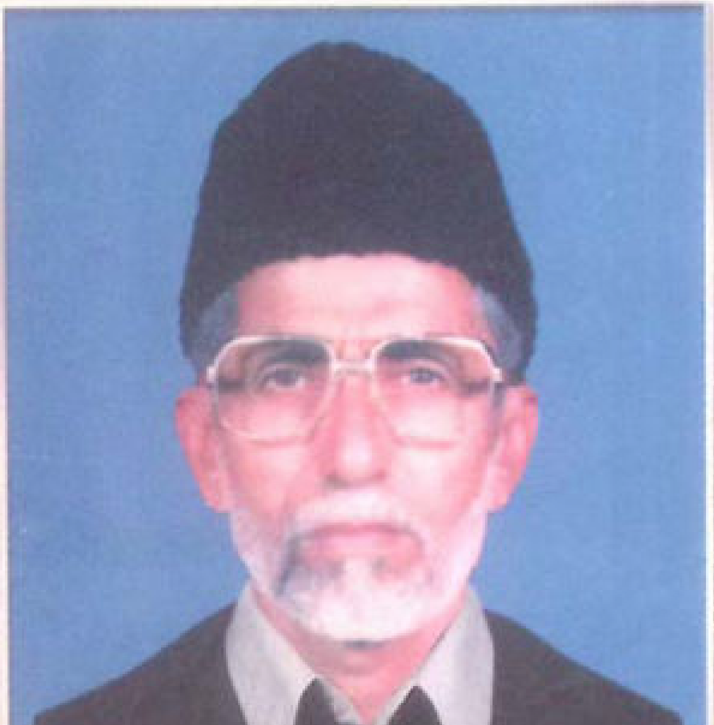

سیّد مبصر حسین مبصرؔ نقوی